Postal Reg.No:PB/1023/2001

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم نحمدہ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد 50 | شمارہ 37

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

24 جمادی الثانی 1422 ہجری 13 تبوک 1380 ہش 13 ستمبر 2001ء

اخبار احمدیہ

لندن 8 ستمبر (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

حضور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور سابقہ مضمون کو جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی صفات کی قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات سے بصیرت افروز تفسیر بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی کامل شفایابی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

......ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام......

جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اُس روشنی سے حصہ لیگا مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا

اے اسلام کے ذی مقدرت لوگو! دیکھو! میں یہ پیغام آپ لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں کہ آپ لوگوں کو اس اصلاحی کارخانہ کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نکلا ہے اپنے سارے دل اور ساری توجہ اور سارے اخلاص سے مدد کرنی چاہئے اور اس کے سارے پہلوؤں کو بنظر عزت دیکھ کر بہت جلد حق خدمت ادا کرنا چاہئے جو شخص اپنی حیثیت کے موافق کچھ ماہواری دینا چاہتا ہے وہ اُس کو حق واجب اور دین لازم کیطرح سمجھ کر خود بخود ماہوار اپنی فکر سے ادا کرے اور اس فریضہ کو خالصۃً للہ نذر مقرر کر کے اس کے ادا میں تخلف یا سہل انگاری کو روا نہ رکھے اور جو شخص یکمشت امداد کے طور پر دینا چاہتا ہے وہ اسی طرح امداد کرے لیکن یاد رہے کہ اصل مدعا جس پر اس سلسلہ کے بلا انقطاع چلنے کی امید ہے وہ یہی انتظام ہے کہ سچے خیر خواہ دین کے اپنی بضاعت اور اپنی بساط کے لحاظ سے ایسی سہل رقمیں ماہواری کے طور پر ادا کرنا اپنے نفس پر ایک حتمی وعدہ ٹھہرا لیں جن کو بشرط نہ پیش آنے کسی اتفاقی مانع کے بآسانی ادا کر سکیں۔ ہاں جس کو اللہ جلشانہ توفیق اور انشراح صدر بخشے وہ علاوہ اس ماہواری چندہ کے اپنی وسعت ہمت اور اندازہ مقدرت کے موافق یکمشت کے طور پر بھی مدد کر سکتا ہے۔ اور تم اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی اپنا آرام اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اُسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے لیکن میں اس خدمت کیلئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کرسکتا۔ تا کہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں۔ میرا دوست کون ہے؟ اور میرا عزیز کون! وہی جو مجھے پہچانتا ہے مجھے کون پہچانتا ہے؟ صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں اور مجھے اس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں دُنیا مجھے قبول نہیں کر سکتی۔ کیونکہ میں دنیا میں سے نہیں ہوں مگر جن کی فطرت کو اس عالم کا حصہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں۔ اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اُس روشنی سے حصہ لیگا مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دُور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کی موت درپیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔ مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا ہے اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندہ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے۔ اور میں اس میں ہوں مگر ایسا کرنے پر فقط وہی قادر ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نفسِ مزکی کے سایہ میں ڈال دیتا ہے تب وہ اس کے نفس کی دوزخ کے اندر اپنا پیر رکھ دیتا ہے تو وہ ایسا ٹھنڈا ہو جاتا ہے کہ گویا اس میں کبھی آگ نہیں تھی تب وہ ترقی پر ترقی کرتا ہے۔

یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی روح اس میں سکونت کرتی ہے اور ایک تجلی خاص کے ساتھ رب العلمین کا استوا اس کے دل پر ہوتا ہے تب پورانی انسانیت اس کی جل کر ایک نئی اور پاک انسانیت اس کو عطا کی جاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ بھی ایک نیا خدا ہو کر نئے اور خاص طور پر اس سے تعلق پکڑتا ہے اور بہشتی زندگی کا تمام پاک سامان اسی عالم میں اس کو مل جاتا ہے۔

(فتح اسلام صفحہ ۳۳-۳۱)

......اکیسویں صدی کا پہلا جلسہ سالانہ قادیان......

......8-9-10 نومبر 2001ء کو ہوگا......

احباب جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال بھی رمضان المبارک کے پیش نظر 110 ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے 8-9-10 نبوت 1380 ہش بمطابق 8-9-10 نومبر 2001ء بروز جمعرات، جمعہ، ہفتہ کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے اس بابرکت سفر کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اور دُعائیں کرتے رہیں کہ مرکز احمدیت قادیان دارالامان کا یہ جلسہ سالانہ غیر معمولی برکتوں کا حامل ہو۔

مجلس مشاورت بھارت

اسی طرح جلسہ سالانہ کے اختتام پر مورخہ 11/نومبر بروز اتوار جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی تیرہویں مجلس مشاورت ہوگی۔

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

فتح وظفر کے نظارے

(۲)

گزشتہ گفتگو میں ہم نے عرض کیا تھا کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات و پیشگوئیاں اپنی قبولیت کے اعتبار سے اور پورا ہونے کے اعتبار سے ٹھیک سو سال بعد ایک حیرت انگیز اثر دکھاتی ہیں چنانچہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بارہا اپنے خطبات و خطابات میں اس کا ذکر کر کے ٹھیک سو سال بعد پورا ہونے والے الہامات کا نہایت ولولہ انگیز رنگ میں ذکر فرمایا ہے چنانچہ جرمنی کے حالیہ جلسہ میں بھی حضور پر نور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا کہ 1898 کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا تھا کہ کثرت سے بادشاہ آپ کے سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ چنانچہ ٹھیک 1998 میں 20 بادشاہ بیعت کا شرف حاصل کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

آج کی اس گفتگو میں ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وہ الہامات درج کرتے ہیں جو حضور علیہ السلام پر 1901ء میں نازل ہوئے اور اس رحمان ذات سے اُمید رکھتے ہیں کہ 2001 میں حسب سابق وہ ان الہامات کو محض اپنے فضل و کرم سے پھر نہایت شان سے پورا فرمائے گا انشاء اللہ

ا۔ 15 جنوری 1901 کی رات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا۔

"منعه مانع من السماء"

یعنی اس تفسیر نویسی میں کوئی تیرا مقابلہ نہیں کر سکے گا خدا نے مخالفین سے سلب طاقت اور سلب علم کر لیا ہے۔

فرمایا:۔ "اگرچہ ضمیر واحد مذکر غائب ایک شخص یعنی مہر شاہ کی طرف ہے لیکن خدا نے ہمیں سمجھایا ہے کہ اس شخص کے وجود میں تمام مخالفین کا وجود شامل کر کے ایک ہی کا حکم رکھا ہے تاکہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور اعظم سے اعظم معجزہ ثابت ہو کہ تمام مخالفین ایک وجود یا کئی جان ایک قالب بن کر اس تفسیر کے مقابلہ میں لکھنا چاہیں تو ہرگز نہ لکھ سکیں گے۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۳ صفحہ ۱۰ پرچہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء)

سو سال سے یہ الہام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک چمکتا ہوا سورج ہے کہ قرآن مجید کی جو بے نظیر تفسیر حضور علیہ السلام نے اپنی حیات طیبہ میں پیش فرمائی ہے یا جو بعد میں آپ کے خلفاء عظام نے اور اس وقت سیدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ پیش فرما رہے ہیں اس تفسیر کے مقابلہ پر پیش کرنے کی طاقت جماعت احمدیہ کے کسی بھی مخالف مولوی میں نہیں ہے خدا نے ان سے سلب طاقت اور سلب علم کر لیا ہے۔

۲۔ كفيناك المستهزئين (الحکم جلد ۵ نمبر ۸ صفحہ ۱۸ پرچہ ۳ مارچ ۱۹۰۱ء)

ترجمہ:۔ ٹھٹھا کرنے والوں کے مقابلہ میں ہم تمہارے لئے کافی ہیں یہ الہام بھی گزشتہ سو سال سے نہایت شان سے پورا ہو رہا ہے۔ سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انٹرنیشنل جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر ۲۵ اگست کو اس کی بعض عبرتناک مثالیں اپنے ولولہ انگیز اور بصیرت افروز خطاب میں بیان فرمائی ہیں۔

۳۔ ماہ اپریل 1901ء میں ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دفعہ بخار آیا تو الہام ہوا۔

"السلام عليكم" چنانچہ اس کے بعد بہت جلد تندرست ہو گئے۔

۴۔ ۹ مئی ۱۹۰۱ء کو آپؑ نے یہ الہام سنایا۔

"آج سے یہ شرف دکھائیں گے ہم" (الحکم جلد ۵ نمبر ۱۸ پرچہ ۱۷ مئی ۱۹۰۱ء)

۵۔ الحکم ۱۷ جولائی ۱۹۰۱ء میں درج ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک سورت بھیج کر رسول اللہ ﷺ کا قدر اور مرتبہ ظاہر کیا ہے اور وہ سورت ہے الم تر كيف فعل ربك باصحاب الفيل ...... اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب الفیل کے ساتھ کیا کیا یعنی اُن کا مکر اُلٹا کر اُن پر ہی مارا......

اس وقت اصحاب الفیل کی شکل میں اسلام پر حملہ کیا گیا ہے مسلمانوں کی حالت میں بہت کمزوریاں ہیں...... اصحاب فیل زور میں ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ وہی نمونہ پھر دکھانا چاہتا ہے......

مجھے بھی یہی الہام ہوا ہے جس سے صاف صاف پایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید اپنا کام کر کے رہے گی" (الحکم جلد ۵ نمبر ۲۶ صفحہ ۲ پرچہ ۱۷ جولائی ۱۹۰۱ء)

۶۔ قبل از مئی 1901ء الہام ہوا۔

سلطان القلم یعنی قلم کا بادشاہ

یہ الہام اس دور میں سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے وجود باجود میں آپ کی انگریزی شاہکار تصنیف Revelation Rationality knowledge and Truth کے ذریعہ نہایت شان سے پورا ہوا ہے کہ کوئی مخالف احمدیت جو ایسی عظیم الشان کتاب کے مقابل پر لکھ سکے؟۔

۷۔ قریباً 12 جولائی 1901 کو فرمایا۔

"تین دن ہوئے مجھے الہام ہوا تھا" انی مع الافواج اٰتیک بغتة"

ترجمہ:۔ میں فوجیں لیکر تیرے پاس اچانک آؤں گا۔

فرمایا۔ "میں حیران ہوں یہ الہام مجھے بہت مرتبہ ہوا اور عموماً مقدمات میں ہوا ہے افواج کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقابل میں بھی بڑے بڑے منصوبے کئے گئے ہیں اور ایک جماعت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا جوش نفسانی نہیں ہوتا اس کے تو انتقام کے ساتھ بھی رحمانیت کا جوش ہوتا ہے پس جب وہ افواج کے ساتھ آتا ہے تو اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ مقابل میں بھی فوجیں ہیں جب تک مقابل کی طرف سے جوش انتقام کی حد نہ ہو جائے خدا تعالیٰ کی انتقامی قوت جوش میں نہیں آتی"۔ (الحکم جلد ۲۶ صفحہ ۹ پرچہ ۱۷ جولائی ۱۹۰۱ء)

۸۔ ۱۷ اگست ۱۹۰۱ء الہام ہوا

ايام غضب الله ترجمہ غضب الٰہی کے دن۔

فرمایا:۔ "جب یہ وحی ہوئی تو میں غضب الٰہی سے ڈر گیا اور میں نے دُعا کی تب یہ وحی ہوئی غضبت غضباً شديداً پھر دُعا کی تو یہ وحی نازل ہوئی۔

انه ينجّى اهل السعادة ترجمہ:۔ وہ سعید لوگوں کو نجات دیا کرتا ہے۔ اس کے بعد وحی ہوئی۔

انى انجى الصادقين (الحکم ۱۷ اگست ۱۹۰۱ء)

ترجمہ:۔ میں یقیناً راستبازوں کو نجات دوں گا۔

۹۔ ۱۵ اگست ۱۹۰۱ء کی صبح کو الہام ہوا۔ وانى ارى بعض المصائب تنزل (الحکم ۲۴ اگست ۱۹۰۱ء)

۱۰۔ ترجمہ:۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ بعض مصائب نازل ہو رہے ہیں۔ فرمایا اللہ جل شانہ نے مجھے خبر دی ہے کہ

يصلون عليك صلحاء العرب وابدالُ الشام ۔ وتصلى عليك الارض والسماء ويحمدك الله عن عرشه۔

ترجمہ:۔ تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے زمین و آسمان تجھ پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔

بارہا غوث اور قطب وقت میرے پر مکشوف کئے گئے جو میری عظمت مرتبت پر ایمان لائے ہیں اور لائیں گے۔

اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے"۔

(از مکتوب حضرت اقدسؑ مورخہ اگست ۹۸ء مندرجہ الحکم جلد ۵ نمبر ۳۲ صفحہ ۶ پرچہ ۳۱ اگست ۱۹۰۱ء)

فرمایا "تقویٰ کے مضمون پر ہم کچھ شعر لکھ رہے تھے۔ اس میں ایک مصرع الہامی درج ہوا۔ وہ شعر یہ ہے۔

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے۔۔۔ اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

اس میں دوسرا مصرعہ الہامی ہے۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۳۲ صفحہ ۱۳ پرچہ ۳۱ اگست ۱۹۰۱ء)

۲۶ یا ۲۷ اگست یا اس کے قریب ایک دن حضرت نے فرمایا۔ ہم نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ "ایک شخص نے قے کی ہے اور اس پر کپڑا دے کر اُسے چھپاتا ہے" (الحکم جلد ۵ نمبر ۳۳ صفحہ ۹ پرچہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۱ء)

۲۸ اگست ۱۹۰۱ء کی صبح کو حضرت نے فرمایا کہ "ہمارے مخالف دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو مسلمان ملا مولوی وغیرہ۔ دوسرے عیسائی انگریز وغیرہ۔ دونوں اس مخالفت میں اور اسلام پر ناجائز حملے کرنے میں زیادتی کرتے ہیں آج ہمیں ان دونوں قوموں کے متعلق ایک نظارہ دکھایا گیا اور الہام کی صورت پیدا ہوئی۔ مگر اچھی طرح یاد نہیں رہا، انگریزوں وغیرہ کے متعلق اس طرح سے تھا کہ ان میں بہت لوگ ہیں جو سچائی کی قدر کریں گے۔ اور ملا مولویوں وغیرہ کے متعلق یہ تھا کہ ان میں سے اکثر کی قوت مسلوب ہو گئی ہے"

(الحکم جلد ۵ نمبر ۳۴ صفحہ ۹ پرچہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۱ء)

فرمایا "آج ہم نے رؤیا میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا دربار ہے اور ایک مجمع ہے اور اس میں تلواروں کا ذکر ہو رہا ہے تو میں نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہا کہ سب سے بہتر اور تیز تر وہ تلوار ہے جو تیری تلوار میرے پاس ہے۔

اس کے بعد ہماری آنکھ کھل گئی۔ اور پھر ہم نہیں سوئے کیونکہ لکھا ہے کہ جب مبشر خواب دیکھو تو اُس کے بعد جہاں تک ہو سکے نہیں سونا چاہئے۔ اور تلوار سے مراد یہی حربہ ہے جو کہ ہم اس وقت اپنے مخالفوں پر چلا رہے ہیں، جو آسمانی حربہ ہے" (الحکم جلد ۵ نمبر ۳۳ صفحہ ۹)

باقی صفحہ (۱۲) پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

رحمان کے بندے وہی ہیں جو زمین میں سکینت، وقار اور تواضع کی چال چلتے ہیں

قرآن مجید نے جس زمانے میں حکم کے طور پر کام کرنا تھا اس زمانے کی ساری ضرورتیں اس میں بیان کر دی گئی ہیں

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں تمام دنیا میں امر کی فوقیت عطا کی ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۲۷ / جولائی ۲۰۰۱ء بمطابق ۲۷ / وفا ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت سے متعلق مضمون جاری تھا اور شاید اگلے ہفتہ بھی اسی مضمون پر دوبارہ گفتگو ہو گی۔ اس وقت جو میرے سامنے آیت ہے وہ سورۃ الفرقان کی ۶۱ویں آیت ہے ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَ زَادَهُمْ نُفُوْرًا﴾ جب ان سے کہا جائے کہ رحمان خدا کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤ تو وہ کہتے ہیں رحمان کیا چیز ہے ﴿اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَ زَادَهُمْ نُفُوْرًا﴾ کیا ہم اسے سجدہ کریں جس کا تو ہمیں حکم دیتا ہے اور ان کو سوائے نفرت کے کسی چیز میں نہیں بڑھایا۔ یعنی ان کو نفرت اور بھی پہلے سے زیادہ ہو گئی۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو، اللہ کو کیوں نہیں فرمایا۔ رحمان اس لئے فرمایا کہ رحمان حد سے زیادہ مغفرت کرنے والا ہے، بے انتہا رحم کرنے والا ہے۔ اس لئے اگر تم اپنی غلطیوں اور ظلموں کے باوجود رحمان کو سجدہ کرو گے تو تمہاری کوتاہیوں سے پردہ پوشی فرمائے گا۔ لیکن انہوں نے جو یہ حقارت سے کہا ہے ﴿وَمَا الرَّحْمٰنُ﴾ اس کے متعلق مفسرین نے مختلف وجوہات لکھی ہیں لیکن ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے صرف اتنا ہے کہ یہ لفظ حقارت کے لئے ہے کہ رحمان ہے کیا چیز، کیا ہوتا ہے رحمان۔ اور اس چیز نے ان کو نفرت کے سوا کسی چیز نے نہیں بڑھایا۔

حضرت علامہ فخر الدین رازی صاحب اس تفسیر میں بہت کچھ لکھتے ہیں مگر ایک اقتباس میں نے آپ کا چنا ہے۔ حضرت علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں دو قسم کی ہیں۔ ایک سابقہ اور دوسری وہ جو آئندہ ملے گی۔ سابقہ کے ساتھ اس نے مخلوق کو پیدا کیا، یعنی کوئی بھی مانگنے والا نہیں تھا تو اس وقت اس نے عطا کیا اور ان کی آئندہ کی ساری ضرورتیں ان کو وقتاً فوقتاً تدریجاً عطا فرماتا چلا گیا۔ اور آئندہ کے لئے اس نے مخلوق کو پیدا کرنے کے لئے رزق اور ذہانت عطا کی۔ پس اللہ تعالیٰ گزشتہ رحمت کو مدنظر رکھتے ہوئے رحمٰن ہے اور آئندہ ملنے والی رحمت کو مدنظر رکھتے ہوئے رحیم ہے جو خدا تعالیٰ کی رحمانیت کو ہمیشہ کے لئے بار بار جاری کرنے والی ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے یا رَحْمٰنُ الدُّنْيَا وَرَحِيْمُ الْاٰخِرَةِ۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اے دنیا کے رحمان اور آخرت کے رحیم۔ اب دنیا کے رحمٰن سے مراد یہ ہے کہ ساری کائنات اور مخلوقات جو کچھ بھی ہیں جاندار ہوں، حیوان ہوں، انسان ہوں وہ سب رحمان کی رحمانیت سے استفادہ کر رہے ہیں اور رَحِيْمُ الْاٰخِرَة اس لئے کہ رحیم میں محنت اور محنت کا پھل پانے کا ذکر ہے۔ پس جو بھی اللہ تعالیٰ کے حضور بار بار جھکے گا اور اس کے حضور محنت کرے گا وہ رحیمیت کا اجر پائے گا۔ تو حضرت امام رازی کے نزدیک یہ جائز نہ ہو گا کہ کسی کو رحمان کہا جائے یعنی رحمان سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کے لئے جائز نہیں ہے۔

پھر فرماتے ہیں "جب صالح لوگ اپنی بشری طاقت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کو اپناتے ہیں اور بھوکے کو کھانا کھلاتے ہیں اور ننگے کو کپڑے پہناتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی آئندہ رحمت سے حصہ پاتے ہیں۔ آئندہ رحمت یعنی اس کی جزا جو ملے گی آئندہ اُن کو جس سے رزق اور اعانت نصیب ہوتی ہے۔ اور اس کا مطلب ہے کہ اس دنیا میں بھی ان کو خدا کے بھوکے بندوں کو کھانا کھلانے اور ننگے بندوں کو کپڑا پہنانے کے نتیجہ میں دنیا میں بھی بکثرت رزق عطا کیا جاتا ہے اور یہ ہمارا تجربہ ہے اس میں قطعاً ایک ذرہ بھی کوئی ماضی کی بات پر ایمان لانے والی بات نہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کا جاری سلسلہ ہے جو قیامت تک جاری رہے گا۔ جو خدا کی خاطر قربانی کرتے ہیں اور غریبوں کے اوپر خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں بہت برکت ڈالتا ہے اور ان کے اعمال کو بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ امام رازی کے نزدیک اس تشریح کے ساتھ ایسے صالح لوگوں کو جو خدا کی رحیمیت کا مظہر بنتے ہیں رحیم کہنا جائز ہو گا۔

اب سورۃ الفرقان کی ۶۴ویں آیت ہے ﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا﴾ اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو جواباً کہتے ہیں سلام۔

اب رحمان کا فروتنی کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی تشریح میں فرماتے ہیں "یعنی کسی دوسرے کو ظلم کی راہ سے بدنی آزار نہ پہنچانا اور بے شر انسان ہونا اور صلحکاری کے ساتھ زندگی بسر کرنا"۔ یہ رحمانیت کی صفت کے تابع ہے۔ کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچانا، ہر ایک کو علم ہو کہ مجھے اس شخص سے نقصان نہیں پہنچ سکتا کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے تابع ہر شجر و حجر پر رحم کرنے والا ہے۔ پس رحمانیت کی اس صفت کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ان کے ساتھ صلح کاری منسوب ہوتی ہے اور اسلام کا بھی یہی معنی ہے کہ وہ دوسرے کو سلامتی کا پیغام دیتے ہیں کیونکہ رحمان کی طرف سے غضب کا پیغام نہیں ہو سکتا سوائے چند شرطوں کے بعد۔ آخری ترجمہ یہ ہے "خدا کے نیک بندے صلحکاری کے ساتھ زمین پر چلتے ہیں"۔ (تقریر جلسه مذاہب صفحه ۴۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

"رحمٰن کے فرمانبردار بندے تو وہی ہیں جو زمین میں سکینت، وقار اور تواضع کی چال چلتے ہیں۔ نہ تکبّر اور سستی کی۔ اور جب جاہل ان سے الجھیں تو ان سے ایسا سلوک کرتے ہیں جس میں نہ بدی وایذاء ہو اور نہ جہل ونادانی"۔ (تصدیق براہین احمدیہ۔ صفحہ ۲۶۲)

اب رحمانیت کے لفظ کے اندر اس تفسیر کی رو سے ایک وقار کا معنی پایا جاتا ہے یعنی وہ رحمان کے بندے ہو کر جانتے ہیں کہ وہ رحمان کے بندے ہیں تو وہ اکڑ کر اور تکبّر سے نہیں چلتے کیونکہ وہ بہت بڑی ذات کے بندے ہیں بلکہ رحمانیت تو غریبوں پر عام ہے انسانوں اور جانوروں پر عام ہے اس لئے رحمانیت کے اس مضمون کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ بڑی عاجزی کے ساتھ زمین پر قدم اٹھاتے ہیں۔

ایک اور سورۃ الشعراء کی آیت ہے نمبر ۶۔ اس میں ہے ﴿وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ﴾ اور ان کے پاس رحمٰن کی طرف سے کوئی تازہ نصیحت نہیں آتی مگر وہ اس سے اعراض کرنے والے ہوتے ہیں۔

اس تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"رحمانِ مطلق جیسا جسم کی غذا کو اس کی حاجت کے وقت عطا فرماتا ہے ایسا ہی وہ اپنی رحمتِ کاملہ کے تقاضا سے روحانی غذا کو بھی ضرورتِ حقّہ کے وقت مہیا کر دیتا ہے"۔ ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ﴾ کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ رحمان وہ ہے جس نے بندوں کی تمام ضرورتیں ان کی پیدائش

سے پہلے ہی مہیا کر دی ہیں مگر وہ ضرورتیں اس وقت ظاہر کرتا ہے جب وہ اس قابل ہو جائیں کہ ان ضرورتوں سے فائدہ اٹھائیں۔ اب اس کی مثال میں کئی دفعہ دیتا ہوں تیل کی دریافت، کوئلہ کی دریافت وغیرہ وغیرہ۔ تو یہ ساری چیزیں اس وقت دریافت ہوئیں، حالانکہ وہ ہمیشہ سے موجود تھیں، جب انسان کو استطاعت ہوئی کہ ان سے فائدہ اٹھا سکے۔ تو یہ بھی رحمانیت کا ایک خاص فعل ہے کہ وہ اس وقت چیزیں دکھاتا ہے جب دیکھنے والا ان سے فائدہ اٹھا سکتا ہے ورنہ غفلت کی آنکھ کے ساتھ وہ گزرتا چلا جاتا ہے، اس کو پتہ ہی نہیں لگ رہا کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا کیا نعمتیں کر رکھی ہیں۔

اور ایک بات مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"یہ بات درست ہے کہ خدا کا کلام انہیں برگزیدہ لوگوں پر نازل ہوتا ہے جن سے خدا راضی ہے اور اُنہیں سے وہ مکالمات اور مخاطبات کرتا ہے جن سے وہ خوش ہے۔ مگر یہ بات ہرگز درست نہیں کہ جس سے خدا راضی اور خوش ہو اس پر خواہ نخواہ بغیر کسی ضرورتِ حقّہ کے کتابِ آسمانی نازل ہو جایا کرے"۔ (براہین احمدیہ) یعنی کتاب کا نازل ہونا اگرچہ رحمانیت سے تعلق رکھتا ہے اس کے باوجود جس پر راضی ہو اس پر لازماً کتاب نہیں اتارا کرتا۔ کتاب اتارنے کے لئے زمانہ کی ضرورتیں تقاضا کیا کرتی ہیں اور جس قسم کی وہ ضرورتیں ہوں اسی قسم کی کتاب اتاری جاتی ہے۔ اب اس سے پہلے بائبل اتاری گئی، اس سے پہلے اور صحف ابراہیم اتارے گئے۔ تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان میں اور قرآن میں فرق کوئی نہیں۔ فرق ہے اور وہ ضرورتِ حقّہ کا فرق ہے۔ قرآن جس زمانہ میں نازل ہوا اور جس زمانہ تک یعنی قیامت تک اس نے حَکَمْ کے طور پر دنیا میں کام کرنا تھا اس زمانہ کی ساری ضرورتیں قرآن کریم میں مندرج ہو چکی ہیں لیکن دنیا کی آنکھ اس وقت کھلتی ہے جب وہ ضرورتیں سامنے دکھائی دینے لگتی ہیں۔

اب ایک اور ہے آیت سورۃ یٰسین کی ﴿اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ فَبَشِّرْہُ بِمَغْفِرَۃٍ وَّ اَجْرٍ کَرِیْمٍ﴾ (یٰسین: ۱۲) تو صرف اسے ڈرا سکتا ہے جو نصیحت کی پیروی کرتا ہے اور رحمٰن سے غیب میں ڈرتا ہے۔ پس اسے ایک بڑی مغفرت کی اور معزز اجر کی خوشخبری دے دے۔

یہاں غیب میں خدا رحمٰن سے ڈرنے کا کیا مطلب ہے۔ اگر آپ غور کریں تو اللہ تعالیٰ غیب میں رہتا ہے اور آپ اس کو نہ دیکھ سکتے ہیں نہ سونگھ سکتے ہیں، نہ ہاتھ لگا سکتے ہیں تو وہ غیب میں رہتا ہے۔ اگر اس کی غیبوبیت کے باوجود آپ اس کو اس طرح دیکھیں جیسے کسی چیز کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ رہے ہوں تو یہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نزدیک سب سے اعلیٰ مقام ہے جس پر خدا کے مرسل بندے فائز ہوتے ہیں۔ اور کم سے کم یہ ہے کہ انسان اس طرح خدا کو اس کے غیب ہونے کے باوجود دیکھے کہ اگر وہ اس کو سامنے کھڑا نہ بھی دیکھتا ہو تو یہ احساس رکھتا ہو کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے اور غیب سے ہر حال میں میرے ہر فعل پر نظر رکھ رہا ہے۔ پس اس وجہ سے غیبوبیت کا یہاں ذکر ہے۔

علامہ فخر الدین رازی اس آیت کے متعلق کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے دو ایسے اسم ہیں جو صرف اس کے ساتھ مخصوص ہیں وہ اللہ اور رحمٰن ہیں۔ جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ﴾ یہ قرآن کریم کی آیت ہے، تم خواہ خدا کو اللہ کے نام سے پکارو یا رحمان کے نام سے ﴿لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی﴾ سب اچھے نام اسی کے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض ائمہ نے کہا ہے کہ اگر تجھے اس امر کی معرفت ہو تو یہ اللہ ایسا نام ہے جو ہیبت کی خبر دیتا ہے"۔

اب یہ ایک نیا نکتہ امام رازی نے اٹھایا ہے کہ اللہ کے لفظ میں ہیبت پائی جاتی ہے۔ اللہ کی سارے صفات پر غور کرو اور جانو کہ وہ ہر چیز سے بڑا ہے اور ہر اختیار اس کو ہے، ہر چیز اسی کی طرف لوٹے گی تو اس سے دلوں پر ایک قسم کا خوف طاری ہو جاتا ہے۔ "مگر رحمانیت میں عطوفت اور شفقت کی خبر ملتی ہے"۔ یعنی ایسا انسان جو رحمانیت پر غور کرتا ہے اور اللہ کو رحمٰن نام سے پکارتا ہے تو یہ امید رکھتا ہے کہ وہ اس سے رحمانیت کا سلوک فرمائے گا۔

اب سورۃ یٰسین کی ۱۶ ویں اور ۱۷ ویں آیات ہیں۔ ﴿قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا﴾ انہوں نے انبیاء سے کہا کہ تم تو ہماری طرح کے ایک بشر ہو اس کے سوا کچھ نہیں ﴿وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَکْذِبُوْنَ﴾ اور تم پر رحمان نے کوئی چیز بھی نازل نہیں فرمائی۔ یہ تم محض جھوٹ بول رہے ہو ﴿قَالُوْا رَبُّنَا یَعْلَمُ اِنَّآ اِلَیْکُمْ لَمُرْسَلُوْنَ﴾ انہوں نے سادہ سا یہ جواب دیا کہ ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔

اس آیت سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:۔

"﴿مَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ﴾ برہموؤں کا بھی یہی عقیدہ ہے"۔ یعنی برہمو سماجوں کا۔" یہ لوگ تمام راستبازوں کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ ان کی گندی تعلیم سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ جن لوگوں نے سچائیوں کے پہچاننے کے لئے اپنے آرام، اپنی اولاد، اپنا جاہ و جلال، اپنے وطن کو چھوڑ دیا، اپنی جانیں قربان کر دیں، ان کو جھوٹ اور دروغ مصلحت آمیز سمجھنا حد درجہ کی بے باکی ہے۔ .... نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی صحبت میں چند گھنٹے ٹھہرنے والے کی نسبت بھی یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ اُس نے روایت میں جھوٹ بولا"۔

اب یہ جو روایتیں آتی ہیں یہ ضمناً میں آپ کو بتا دیتا ہوں اس میں جب جھوٹ کا اتہام لگتا ہے تو بیچ کے راویوں پر لگتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے روایت کرنے والے صحابی پر نہیں لگا کرتا۔ تو یہ غلط فہمی آپ کو نہ ہو کہ روایت کرنے والے جھوٹ بولتے تھے جنہوں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا وہ سو فیصد سچ کہا کرتے تھے۔ غلطیاں اس لئے لگیں کہ بعض لوگوں نے ان کی باتوں کو سمجھنے میں غلطی کی اور بعض بعد میں آنے والے لوگوں نے بیچ میں جھوٹ ملا دیا، اپنی بددیانتی کی وجہ سے۔ پس حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات سو فیصد درست ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صحبت سے استفادہ کرنے والے حد درجہ کے راستباز تھے۔ ان میں کوئی کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ جب وہ بندے جو رسول اللہ ﷺ سے فیضیافتہ ہیں وہ محمد رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ نہیں بول سکتے تو آنحضرت ﷺ اللہ پر جھوٹ کیسے بول سکتے ہیں تو یہ استدلال حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اسی آیت سے کیا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر، قادیان۔ ۲۷/اکتوبر ۱۹۱۰ء)

اب سورۃ یٰسین کی ۲۳ ویں اور ۲۴ ویں آیت ﴿وَمَا لِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ﴾ آخر مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور تم سب بھی اسی کی طرف لوٹنے والے ہو یعنی وہ جو یقین رکھتا ہے وہ تو بہر حال لوٹنے والا ہو گا تبھی یقین رکھتا ہے لیکن فرمایا تم جو منکرین ہو تم سب کا بھی یہی انجام ہو گا۔ تم نے آخر خدا کی طرف لوٹ کے جانا ہے۔

﴿ءَ اَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِہٖ اٰلِھَۃً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُھُمْ شَیْئًا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ﴾۔ کیا میں اس کو چھوڑ کر ایسے معبود بنا لوں کہ اگر رحمٰن مجھے کوئی ضرر پہنچانا چاہے تو ان کی کوئی شفاعت میرے کچھ کام نہ آئے گی۔ ﴿وَلَا یُنْقِذُوْنِ﴾ مجھے اس سے چھڑا نہیں سکیں گے۔ اب اس میں خاص بات یہ ہے کہ رحمان تو غضبناک نہیں ہے، رحمان تو بے انتہا رحم کرنے والا ہے تو اس کے غضب سے اس لئے ڈرایا جا رہا ہے کہ اگر رحمٰن، رحمان ہوتے ہوئے بھی غضبناک ہو تو اس کا مطلب ہے بندہ بہت ہی زیادہ مجرم ہے ورنہ رحمانیت سے تو صرف رحم کا استفادہ کیا جا سکتا ہے غضب کا نہیں۔

پس جب اس کے رحمان ہوتے ہوئے اس سے منہ موڑیں گے اور اس کی رحمانیت سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے تو پھر اس کے پاس غضب بھی ہے۔ جب رحمان کسی پر غضبناک ہو تو وہ سب سے زیادہ غضبناک ہوتا ہے۔ اب مائیں اپنے بچوں پر بے انتہا رحم کرنے والی ہیں لیکن جب بچے ظلم و ستم میں حد سے زیادہ بڑھ جائیں تو پھر ماؤں کے منہ سے وہ بددعا نکلتی ہے جو پھر قبول ہو جاتی ہے اور بچوں کے لئے غضب کا موجب بن جاتی ہے۔ پس رحمانیت کی صفت کو سمجھنے کے لئے ماں اور بچے کی نسبت کو سمجھیں۔ اگر ایسا ہوا تو پھر یقیناً ایسی صورت میں معاً میں کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ اگر رحمان خدا سے مجھے غضب ملے اور رحم نہ ملے تو واضح بات ہے کہ میں گمراہ ہوں اور میری گمراہی بہت کھلی کھلی ہے اگر میں ایسا کروں۔

سورۃ یٰسین ہی کی ۵۳ ویں اور ۵۴ ویں آیات ہیں ﴿قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا﴾ وہ کہیں گے اے وائے ہماری ہلاکت! کس نے ہمیں ہماری آرام گاہ سے اٹھایا ہے۔ یہی تو ہے جس کا رحمٰن

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

ارشاد نبویؐ

اَلْاَمَانَۃُ عِزٌّ

(امانت داری عزت ہے)

﴿منجانب﴾

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دعا:-

آٹو ٹریڈرز

Auto Traders

16 بینگو لین کلکتہ 1 الر 70...

دکان- 243-0794, 248-1652, ...248-5

رہائش- 237-8468, 237-0471

نے وعدہ کیا تھا اور مُرسَلِین سچ ہی تو کہتے تھے۔ یہ محض ایک ہی ہولناک آواز ہو گی۔ پس اچانک وہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کر دیئے جائیں گے۔

اب یہاں حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے ایک بہت باریک نکتہ اٹھا کر اس کا جواب دیا ہے کہ کفار اپنے مرقد سے اٹھائے جائیں بظاہر تو یہ لگتا ہے کہ وہ قبر میں آرام سے ہیں حالانکہ کفار کے متعلق قبر کا عذاب ثابت ہے تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول اس سوال کو اٹھا کر فرماتے ہیں۔ مَرْقَدِنَا کا مطلب ہے ہماری آرام کی جگہ۔ اعتراض کیا جاتا ہے کہ کیا کفار کے لئے قبر آرامگاہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آنے والے عذاب کے مقابل میں نسبتی امر ہے۔ یہ عذاب قبر موجب آرام ہی تھا۔ یعنی عذاب قبر کیسا بھی سخت ہو بعد میں آنے والا جو عذاب ہے اس کے مقابل پر نسبتاً یہ بہت ہلکا عذاب ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ۳/تا ۱۰/نومبر ۱۹۱۰ء)

سورۃ الزخرف آیات نمبر ۱۸۔۱۹ ﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ. اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ﴾۔ یہ ایسی آیت ہے دوسری جس کے متعلق بعض مستشرقین وغیرہ کہتے ہیں کہ اس میں عورتوں کی ہتک کی گئی ہے لیکن اس میں کوئی عورت کی ہتک نہیں کی گئی بلکہ ایک ایسا امر واقعہ بیان ہوا ہے جو آج بھی ویسا ہی سچا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ میں سچا تھا۔

جب ان کو خبر دی جائے گی ﴿بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ﴾ تو اس کا منہ کالا ہو جاتا ہے یعنی جب اس کو بیٹی کی خبر دی جائے تو منہ کالا ہو جاتا ہے یعنی غم سے چہرہ بھر جاتا ہے۔ اب آپ اس دنیا میں دیکھ لیں عورتیں ہی ہیں جن کو جب بچیوں پر بچیاں پیدا ہوتی ہوں تو سخت گھبراتی ہیں۔ عورت ہوتے ہوئے وہ لڑکے کی خواہش کیوں کرتی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ایک فطری امر ہے۔ جیسا پہلے تھا ویسا اب بھی ہے۔ پس عورتوں کا لڑکے کی خواہش کرنا قرآن کریم کی اس آیت کی صداقت کی دلیل ہے۔

اور اگلی آیت ہے ﴿اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ﴾ اور جو زیوروں، سونے چاندی میں اٹھائی گئی ہو یعنی عمر بھر اسی میں پالی گئی ہو اور جھگڑے کے وقت غیر مبین، غیر واضح بات کرنے والی ہو تو آپ دیکھ لیں کہ یہ عورتوں کی صفت ابھی تک ویسی ہی ہے۔ کتنی سمجھدار، کتنی عقل والی ہوں جب غصہ سے لڑنے لگ جائیں تو پھر بات کو واضح کر ہی نہیں سکتیں اور اسی بات میں اٹک جاتی ہیں اور تمام احسان خاوند کے بھول جاتی ہیں اور اسے بار بار وہ طعن دیتی ہیں کہ گویا تمہارے گھر میں مَیں نے کبھی چین نہیں پایا، ساری عمر برے حال میں رہی ہوں حالانکہ خاوند بے چارے نے محنت کی ہو، کتنی محنت سے روزی کمائی ہو، کس طرح اس پر پیار سے خرچ کیا ہو، وہ سارے پیار کے لقمے بھول جاتے ہیں اور ایک کڑوا لقمہ ان سب کو کڑوا کر دیتا ہے۔ تو یہ ﴿فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ﴾ کی تشریح ہے اور یہ جیسے اُس وقت سچی تھی آج بھی ویسے ہی ہے۔

سورۃ الزخرف آیت نمبر ۳۴ ﴿وَلَوْ لَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّ مَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ﴾ اگر یہ احتمال نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک ہی طرح کی امت بن جائیں گے ہم ضرور ان کی خاطر جو رحمان کا انکار کرتے ہیں ان کے گھروں کی چھتوں کو چاندی کا بنا دیتے اور (اسی طرح) سیڑھیوں کو بھی جن پر وہ چڑھتے ہیں۔

اب اس کا کیا مطلب ہے؟ مطلب صاف واضح یہ ہے کہ اگر خدا کی رحمانیت کا انکار کرنے والوں کے متعلق یہ خدشہ نہ ہوتا کہ اگر ان پر دنیا کی دولتیں نچھاور کی جاتیں تو وہ اس کے نتیجہ میں حد سے زیادہ بے راہرو ہو جائیں گے۔ تو دنیا کی نعمتیں کثرت کے ساتھ ان پر نچھاور نہ کرنا بھی ایک اللہ تعالیٰ کا رحم ہے۔ اور اسی لئے رحمان کی طرف یہ بات منسوب فرمائی گئی ہے اور رحمان خدا کا انکار کرنے کے نتیجہ میں اگر ان کو دنیا کی دولتیں دی جاتیں تو دنیا کے بندے سارے کے سارے ان کی دیکھا دیکھی خدا کا انکار کر دیتے کہ انکار کا یہ فائدہ ہے کہ اتنی نعمتیں ملتی ہیں ہم کیوں نہ انکار کریں۔

اب مولوی اس ظلم کا مرتکب ہوتے ہیں۔ جتنا وہ انکار میں بڑھیں اتنا ہی اُن کی روزی زیادہ ہوتی ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کیا تم نے یہ بات اپنے لئے رزق کا ذریعہ بنائی ہے کہ تم انکار کرتے ہو۔ یہ کتنی سچی بات ہے۔ آج بھی مولویوں میں سے سب سے زیادہ امیر مولوی وہی ہے جو حد سے زیادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کرتا ہے۔ اس پر حکومت بھی رحم کرتی ہے اور بندے بھی اس کو پیسے زیادہ دیتے ہیں کیونکہ وہ تکذیب کو اپنا رزق بناتا ہے۔ تو قرآن کریم کی جو آیات ہیں جیسی اس وقت سچی تھیں ویسے ہی آج بھی اسی طرح سچی ہیں۔

اب مَیں صفت رحمانیت سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ۱۹۰۰ء کا الہام ہے "اَنْتَ مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ طَيِّبٌ مَقْبُوْلُ الرَّحْمٰنِ" تو علم کا مدینہ ہے۔ طیب ہے اور رحمان خدا کا مقبول ہے۔ یہاں مدینہ سے مراد شہر ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ترجمہ کرتے ہیں: "تو علم کا شہر ہے طیب اور خدا کا مقبول"۔ علم کا شہر سے کیا مراد ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بھی مدینۃ العلم کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ وہ شہر جہاں علم ہی علم بستا ہے کوئی جہالت کی بات نہیں، تمام جہالت کے رستے وہاں بند ہیں، صرف علم وہاں داخل ہو سکتا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف میں اللہ کی طرف سے یہ بہت بڑی گواہی ہے کہ اَنْتَ مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ تجھے سچا علم بھی عطا ہوا ہے اور جہالت کی کوئی بات تجھ تک راہ نہیں پا سکتی۔

ایک یکم جنوری ۱۹۰۳ء کا الہام ہے "يُبْدِيْ لَكَ الرَّحْمٰنُ شَيْئًا" اس کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرماتے ہیں: "خدا جو رحمٰن ہے تیری سچائی ظاہر کرنے کے لئے کچھ ظہور میں لائے گا"۔ حضرت اقدس نے فرمایا: "شے سے مراد کوئی عظیم الشان بات ہے"۔ عام چیز کے لئے لفظ شئے استعمال نہیں کیا جاتا۔ جب خدا کے تعلق میں بولا جائے تو مراد یہ ہے کہ کوئی بہت بڑی بات ہے۔ "اس کی عظمت کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے اس کو پوشیدہ رکھا ہے کیونکہ چھپانے میں ایک عظمت ہوتی ہے جیسے جنت کے انعامات کے لئے فرمایا ہے ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ﴾ "﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ﴾ نہیں جانتا کوئی نفس جو اس کے لئے چھپا کے رکھا گیا ہے آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے۔ "کھانے پر جیسے دستر خوان ہوتا ہے اس کے چھپانے میں بھی ایک عظمت ہی مقصود ہوتی ہے۔ غرض یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے"۔ (الحکم جلد ۷ نمبر ۱ ۱۰/جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۲)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فقرات بڑے معنی خیز ہوتے ہیں اور ان میں ڈوب کر، دیکھ کر معلوم کرنا پڑتا ہے۔ اچھا دستر خوان سجا ہوا ہو تو کھانے کھلے نہیں رکھے جاتے، ان کے اوپر کپڑا ڈھانکا جاتا ہے۔ اس وجہ سے کہ کوئی مکھی دکھی، کوئی بری چیز اس پر نہ بیٹھے اور اس غرض سے بھی کہ جب کپڑا اٹھتا ہے تو پھر مہمان ہشاش بشاش ہو جاتے ہیں دیکھ کے کہ کیسا عمدہ کھانا ہمارے لئے چھپا کر رکھا گیا تھا۔ تو اس طرح جنت کی نعماء سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ وہ انسانوں سے چھپا کے رکھی گئی ہیں جب ان پر ظاہر کی جائیں گی تو حیران رہ جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری مہمانی کا کیسا عمدہ انتظام فرمایا ہے۔

۱۹۰۳ء کا ایک الہام ہے "يَعْصِمُكَ اللّٰهُ مِنْ عِنْدِهٖ وَهُوَ الْوَلِيُّ الرَّحْمٰنُ"۔ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت اپنی طرف سے کرے گا اور وہی بے حد رحم کرنے والا دوست ہے۔ ۱۱/اگست ۱۹۰۳ء کو الہام ہوا "اِنِّيْ اَنَا الرَّحْمٰنُ حَلَّ غَضَبُهٗ عَلَى الْاَرْضِ"۔ یہ ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے۔ "مَیں رحمٰن کو دیکھتا ہوں (یعنی) اگرچہ خدا رحمان ہے"۔ مَیں رحمان کو دیکھتا ہوں یہاں بات ٹھہرتی ہے پھر اس سے بھی اگلے فقرہ سے تعلق ہے۔ "اگرچہ خدا رحمان ہے مگر گناہ حد سے بڑھ گیا ہے جس سے اس کا غضب نازل ہو گیا ہے"۔ کہ اگرچہ خدا بے انتہا رحم کرنے والا ہے مگر جب ظلم حد سے بڑھ جائے تو اس وقت پھر رحمان خدا کی طرف سے غضب نازل ہوتا ہے اور ایسا ہی اس زمانہ میں ہونے والا ہے یعنی اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے "اِنِّيْ اَنَا الرَّحْمٰنُ" فرماتا ہے۔ "حَلَّ غَضَبُهٗ عَلَى الْاَرْضِ" کہ دیکھو رحمان ہوتے ہوئے بندوں نے کیسی نافرمانی کی ہو گی اور کیسی ناشکری کی ہو گی کہ بجائے رحمت کے اس کا غضب نازل ہو رہا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۱۸/اگست ۱۹۰۳ء کو "مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ"۔ تفاوت سے مراد کسر، کمی بیشی بھی ہوتی ہے لیکن تفاوت سے مراد تضاد بھی ہوتا ہے۔ میرے نزدیک یہاں تضاد مراد ہے "مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ" تم رحمان خدا کی مخلوقات میں کوئی تضاد نہیں پاؤ گے۔ اور یہ بالکل سچ ہے کہ ساری کائنات کا آپ جائزہ لے لیں اتنی وسیع کائنات ہے لیکن اس میں کہیں بھی کوئی تضاد آپ کو نظر نہیں آئے گا۔ ہر چیز ایک دوسرے سے مطابقت رکھنے والی ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۳ء کا۔ "اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا" مَیں نے خدائے رحمان کے لئے روزہ کی منت مانی ہے۔ یہ حضرت مریمؑ کا فقرہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا اور آپ کی زبان سے جاری ہوا۔ جب پوچھا جاتا تھا حضرت مریم سے کہ یہ بیٹا کیسے ہو گیا تیری تو شادی بھی نہیں ہوئی۔ تو حضرت مریمؑ یہ کہتی تھیں مَیں نے رحمان خدا کی خاطر نذر مانی ہے کہ مَیں خود کچھ جواب نہیں دوں گی۔ اللہ تعالیٰ خود میری بریت ظاہر فرمائے گا اور اسی بیٹے کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے وہ بریت ظاہر فرمائی۔ یہ ایک لمبی کہانی ہے جو پہلے بھی کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں۔ تو یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منت ماننے کا کیا تعلق ہے۔ اس کے لئے یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض نیک بندے جو خود کوئی خواہش نہیں رکھتے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سوا اور کوئی توقع نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ انہی سے ایک اور وجود پیدا کرتا ہے جس میں ان کی نفسانی خواہش کا دخل نہیں ہوتا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسی آیت کے مصداق ہیں کہ مریمی حالت بھی آپؑ پر طاری ہوئی جو انتہائی غم اور فکر کی حالت تھی جیسا کہ ابھی اس الہام سے پتہ چلتا ہے اور پھر تیسری حالت بھی آپؑ پر طاری ہوئی یعنی آپ ابن مریم بھی ہوئے اور ایک پہلو سے مریم بھی ہوئے۔ یہ تذکرہ بھی ایک لمبا تذکرہ ہے اور کئی مولویوں کی شوخیوں کا مَیں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں جنہیں اب دہرانے کی

ضرورت نہیں۔

ایک الہام ہے جو بار بار ہوا۔ "اِنِّی اُمِرْتُ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَأْتُوْنِی اَجْمَعِیْنَ"، "اِنِّی اُمِرْتُ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَأْتُوْنِی اَجْمَعِیْنَ"، "اِنِّی اُمِرْتُ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَأْتُوْنِی اَجْمَعِیْنَ"۔ اس کا حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترجمہ کیا ہے مَیں خدائے رحمٰن کی طرف سے امیر بنایا گیا ہوں۔ یہاں اُمِرْتُ نہیں ہے بلکہ اُمِّرْتُ ہے۔ اُمِّرْتُ کا مطلب ہے امیر بنایا گیا ہوں۔ پس تم سب میرے پاس آجاؤ۔ یہاں امیر بنانے کے دو معنے ہیں ایک یہ کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آمر کی فوقیت عطا فرمائی ہے اور آپ کے امر کے تابع چلنے کا حکم سب کو ہوا کیونکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تابع تھے اور سرِ مو بھی رسول اللہ ﷺ سے آپ نے فرق نہیں کیا۔

دوسرا امیر معنی دولت مند ہونے کے بھی ہیں۔ پس فرمایا امیر لوگوں کے پاس تم جاتے ہو تو مَیں تو اس پہلو سے سب سے زیادہ امیر ہوں کہ جب تم میرے پاس آؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے رزق میں کشائش عطا فرمائے گا، تمہیں کئی قسم کی نعمتیں عطا فرمائے گا جن سے تم محروم ہو۔ پس مجھے خدا نے امیر بنایا ہے اور جیسا کہ تم امیروں کے پاس جاتے ہو اسی طرح میرے پاس آؤ۔

ایک الہام ہے اس میں تکرار ہے "اِنِّی اَنَا الرَّحْمٰنُ ثُمَّ اِنِّی اَنَا الرَّحْمٰنُ"۔ اس کا ترجمہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں کیا ہے۔ مَیں رحمان خدا ہوں، پھر مَیں کہتا ہوں کہ مَیں رحمان خدا ہوں۔

ایک ۱۲؍دسمبر ۱۹۰۳ء کا الہام ہے "اِنِّی حِمَی الرَّحْمٰنِ" حِمیٰ کہتے ہیں باڑ کو جس سے باہر کے لوگ کسی دوسرے کے کھیت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ باڑ لگائی جاتی ہے حفاظت کی جاتی ہے۔ فرمایا مَیں خدا کی باڑ ہوں۔ یہ خطاب میری طرف ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمایا "یہ خطاب میری طرف ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعداء طرح طرح کے منصوبے کرتے ہوویں گے"۔ یعنی صاف نظر آتا ہے کہ باڑ لگائی گئی ہے تو کسی شر سے محفوظ رکھنے کے لئے۔ اب زمیندار جب باڑ لگاتا ہے بے وجہ نہیں لگاتا۔ اس کو پتہ ہے کہ یہاں پھل دار درخت ہیں اور اچھی سے اچھی فصلیں موجود ہیں تو ان کو اجاڑنے والے بھی آسکتے ہیں۔ تو وہ ان کے رستہ میں باڑ لگا کر ایک روک پیدا کر دیتا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس میں یہ پیشگوئی ہے کہ مجھ میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایسی صفات ہیں کہ جو بہت قیمتی صفات ہیں اور لوگ بری نیت کے ساتھ بھی دوڑے چلے آئیں گے اس کی طرف جو حملہ کریں اور مجھے ناکارہ بنانے کی کوشش کریں۔ لیکن اس کے جواب میں آپ یہ اپنا شعر پیش کرتے ہیں۔

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر ☆ از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

اے وہ کہ جو تم میری طرف سینکڑوں تبر لے کر مجھے ہلاک کرنے کے لئے دوڑے چلے آتے ہو باغبان سے بھی تو ڈرو کہ مَیں ایک مثمر شاخ ہوں کہ مثمر شاخ کو بچانے کے لئے باغبان جیسے باڑیں لگاتا ہے اس طرح میری حفاظت کے بھی اللہ تعالیٰ ہی نے انتظام فرمائے ہیں اور تم کسی بدنیت کے ساتھ مجھے نہیں پہنچ سکتے۔

آج اس مختصر خطبہ کے بعد اب میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔

جلسہ ہائے سیرۃ النبی ﷺ

کلکتہ:- ۱۰؍جون کو محترم شہزادہ پرویز صاحب کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا۔ محترم ماسٹر مشرق علی صاحب صوبائی امیر بنگال و آسام بطور مہمان خصوصی شریک جلسہ تھے۔ جلسہ کا آغاز مکرم مولوی عبداللہ الحسن صاحب کی تلاوت سے ہوا۔ نظم مکرم شہزادہ پرویز صاحب نے پڑھی۔ بعدہٗ مکرم فیروز الدین صاحب انور اور مکرم منیر احمد صاحب بانی نے تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم مظہر احمد صاحب بانی نے منظوم کلام پیش کیا مکرم مبشر احمد صاحب سہگل نے انگریزی میں تقریر کی اور پھر خاکسار نے تقریر کی۔ اس کے بعد محترم امیر صاحب بنگال و آسام نے خطاب کیا۔ آخر پر مکرم مولوی نسیم احمد صاحب طاہر مبلغ سلسلہ کی تقریر اور پھر صدارتی خطاب کے ساتھ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا دوران جلسہ مکرم عبدالقادر صاحب اور مکرم طاہر احمد صاحب بانی نے مل کر نظم پیش کی۔ (منظور عالم زعیم انصار اللہ کلکتہ)

بھدرواہ (کشمیر):- مورخہ ۱۵؍اپریل کو مسجد احمدیہ بھدرواہ میں مکرم محمد اقبال صاحب ملک کی زیر صدارت جلسہ ہوا۔ نظم مکرم محمود احمد صاحب میر نے پڑھی۔ عزیز مدثر احمد میر۔ مکرم باسط صاحب گنائی اور عزیز ظہیر احمد صاحب قادر نے تقریر کی۔ آخر پر صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ نیز مورخہ ۵ جون کو بھی سیرۃ النبیؐ کا جلسہ مکرم غلام قادر صاحب مبلغ سلسلہ کی زیر صدارت ہوا۔ جس میں درج ذیل مقررین نے سیرت پر تقاریر کیں مکرم باسط صاحب گنائی، عزیز مدثر احمد میر، عزیز ظہیر الدین قادر، عزیز عبدالوکیل، عزیز افضال احمد، مکرم محمد ابراہیم صاحب منڈاشی، مکرم خورشید احمد صاحب میر، عزیز مدثر اقبال کاغذگر، آخر پر صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (صدر جماعت احمدیہ بھدرواہ)

☆۔ **چنتہ کنٹہ وڈمان** (آندھرا) مکرم سیٹھ ناصر احمد صاحب کے مکان پر مورخہ ۸ جون کو جلسہ منعقد کیا گیا جلسے میں صدارت مکرمہ بشریٰ نثار صاحبہ صدر لجنہ اور بدر النساء صاحبہ سیکرٹری تعلیم نے کی۔ تلاوت قرآن مجید مکرمہ قدسیہ جبین صاحبہ نے کی مکرمہ عائشہ بیگم صاحبہ نے نظم پڑھی احادیث مکرمہ شاکرہ بیگم صاحبہ نے پڑھی مکرمہ بدر النساء صاحبہ مکرمہ نصرت جہاں صاحبہ مکرمہ صالحہ بیگم صاحبہ مکرمہ افسر جہاں صاحبہ اور خاکسار نے تقاریر کیں۔ درمیان میں مکرمہ شوکت جہاں صاحبہ مکرمہ طیبہ جہاں صاحبہ مکرمہ صوفیہ بیگم صاحبہ عزیزہ یاسمین نے نعت پڑھیں ترانہ عزیزہ آصفہ بیگم عزیزہ مبارکہ عزیزہ منزہ بیگم نے پڑھا چنتہ کنٹہ وڈمان کی لجنہ و ناصرات کی حاضری 100 تھی اس میں ۵ غیر احمدی مستورات نے شرکت کی آخر میں مکرمہ صدر صاحبہ نے دعا کروائی اور جلسہ برخاست ہوا۔ (یاسمین لئیق جنرل سیکرٹری)

☆۔ **دھواں ساھی** (اڑیسہ) ۶ مئی بروز منگل خاکسار کی زیر صدارت تلاوت کلام پاک سے جلسے کا آغاز ہوا۔ نظم کے بعد ۴ ممبرات نے سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں۔ جلسے میں ۱۸ غیر از جماعت مستورات شامل ہوئیں۔ دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (سیدہ منیرہ خاتون صدر لجنہ)

ہفتۂ قرآن-کالی کٹ

خدا کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کالیکٹ کے زیر اہتمام مورخہ یکم جولائی تا ۷؍جولائی مرکزی ہدایت کے مطابق نہایت شاندار رنگ میں مسجد احمدیہ میں ہفتۂ قرآن منعقد ہوا۔ ہر روز کثیر تعداد میں احباب و مستورات تشریف لاتے رہے۔ چند غیر احمدی بھی مستفید ہوتے رہے۔

ہفتۂ قرآن کا افتتاحی اجلاس یکم جولائی بعد نماز مغرب و عشاء محترم اے۔ پی کنجا مو صاحب امیر جماعت احمدیہ کالیکٹ کی زیر صدارت مکرم سی۔ وی۔ محمد صاحب کی تلاوت قرآن اور مکرم ایم۔ کے محمد اشرف صاحب کی نظم خوانی کے بعد شروع ہوا۔ مکرم احمد سعید صاحب نے اس ہفتۂ قرآن کی اہمیت اور اس کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد محترم صاحبِ صدر اور خاکسار نے فضائل قرآن پر اور جماعت احمدیہ کی خدمت قرآن پر تقریریں کیں۔ دوسرے دن سے ساتویں دن تک کا پروگرام ہر روز محترم امیر صاحب کی زیر صدارت تلاوت و نظم کے ساتھ منعقد ہوتا رہا۔ مکرم کے۔ وی۔ عیسیٰ کویا صاحب سیکرٹری تعلیم مجلس انصار اللہ، مکرم کے۔ وی۔ حسن کویا صاحب، مکرم ایس۔ محمد سلیم صاحب مکرم اے۔ ایم سلیم صاحب، مکرم کے۔ اے۔ شاہد صاحب مکرم ایم۔ کے۔ موید ونی صاحب اور مکرم احمد شافی صاحب۔ نے علی الترتیب قرآن کریم کے معجز نما مقام اسکی پیشگوئیوں کی روشنی میں قرآن مجید اور اخلاق حسنہ کی تعلیم قرآن کریم کی حفاظت قرآن کریم اور سائنس، فضائل قرآن، قرآن کریم کی ترتیب، قرآن کریم اور اسکی طبی سائنس کے عنوانوں پر تقریریں کیں۔ روزانہ خاکسار نے نصف گھنٹہ قرآن مجید کی ابتدائی ۱۷ آیتوں کی تشریح میں تقریریں کیں۔ روزانہ محترم امیر صاحب بھی مختصر خطاب کرتے رہے۔ آخری دن مکرم احمد سعید صاحب نے شکریہ ادا کیا۔ اس طرح یہ ہفتۂ قرآن نہایت بابرکت ماحول میں منعقد ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہترین نتائج پیدا فرمائے آمین۔

رپورٹ تقریب جشن یوم آزادی عملاپورم

بفضلہٖ تعالیٰ 15/8/01 بروز بدھ بمقام جنوپلے عملاپورم ہندوستان کے ۵۴ویں یوم آزادی کی تقریب منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ پروگرام کے مطابق صبح 8:30 بجے خاکسار نے قومی جھنڈا لہرایا بعدہ طلباء نے قومی ترانہ سنایا معاً بعد مکرم حاجی احمد خان صاحب صدر جماعت عملاپورم کی زیر صدارت ایک جلسہ ہوا جس میں خاکسار نے قومی یکجہتی مذہبی رواداری کی ضرورت پر مشتمل اسلامی تعلیمات کو پیش کیا۔ اس تقریب میں عملاپورم کے اردگرد کے گاؤں سے بھی نوجوانوں نے شرکت کی اور سب کو شیرینی تقسیم کی گئی۔ بعدہ جماعت احمدیہ جنوپلے میں مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر مساعی کو قبول فرما کر اسکے شیریں ثمرات سے نوازے۔

(ایم۔اے۔ زین العابدین عملاپورم آندھرا)

☆۔ **بنارس** (یوپی) مورخہ ۹ جون کو مکرمہ فوزیہ حنیف صاحبہ کے مکان پر جلسہ منعقد کیا گیا مکرمہ رضوانہ جاوید صاحبہ کی زیر صدارت تلاوت کلام پاک سے جلسے کا آغاز ہوا۔ نظم کے بعد ۴ ممبرات نے سیرت آنحضرت ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ پانچ ممبرات نے نظمیں پڑھیں۔ جلسے میں 10 غیر از جماعت بہنوں نے شرکت کی ان میں سے ایک بہن نے پیارے نبی کی پیاری باتیں اور چند احادیث پڑھیں دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

(نصیرہ ظفر صدر لجنہ)

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا﴾(البقرہ:۱۱۵)

مسجدوں کے دشمن

پاکستانی مُلّاں

(رشید احمد چوہدری ۔پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ عالمگیر)

رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں:

"عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہ رہے گا، الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہونگی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہونگے۔ ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے یعنی تمام خرابیوں کا وہی سرچشمہ ہونگے"۔

(مشکوٰۃ کتاب العلم۔ الفصل الثالث صفحہ ۳۸۔ کنزالعمال صفحہ ۴۳)

نیز فرمایا:

"میری امت پر ایک زمانہ اضطراب اور انتشار کا آئے گا۔ لوگ اپنے علماء کے پاس راہنمائی کی امید سے جائیں گے تو وہ انہیں بندروں اور سوروں کی طرح پائیں گے "یعنی ان علماء کا اپنا کردار خراب اور قابل شرم ہوگا"۔(کنزالعمال صفحہ ۱۹۰)

ان احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ علمائے سوء ہر جگہ فتنہ و فساد برپا کریں گے۔ جس طرح سور فصلوں کو اجاڑتا ہے اسی طرح یہ نام نہاد علماء امت محمدیہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ اسلامی اخلاق کی دھجیاں بکھیر دیں گے۔ مساجد کے دشمن ہونگے اور انہیں فتنہ و فساد کی آماجگاہ بنادیں گے۔ چنانچہ آج کل کے مُلّاؤں خصوصاً پاکستانی مُلّاؤں کا یہی حال ہے۔ مساجد میں بیٹھ کر مساجد کی بربادی کے منصوبے بن رہے ہیں۔ ان کی تعمیر کے سلسلہ میں رکاوٹیں ڈالی جارہی ہیں۔ ان کی پیشانیوں سے کلمہ طیبہ کے مقدس الفاظ کو مٹایا جارہا ہے۔ احمدیہ مساجد کے میناروں اور محرابوں کو گرایا جارہا ہے اور ان کے بنانے کی پاداش میں احمدی مسلمانوں کو جیل کی کوٹھڑیوں میں بند کیا جارہا ہے۔

دنیا شاہد ہے کہ جبکہ مخالفین کی طرف سے جماعت احمدیہ کو نیست و نابود کرنے کی ہر ممکن کوششیں کی گئیں ۔ کلمہ طیبہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" سے محبت کی وجہ سے ہزاروں احمدیوں کو جیل میں ڈالا گیا ۔ ان کے مکانوں، دکانوں اور مساجد پر حملے کئے گئے اور انہیں تباہ و برباد کیا گیا۔ ان میں گندگی پھینکی گئی۔ بازاروں میں انہیں گالیاں دی گئیں۔ ان کے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ، خلفائے سلسلہ احمدیہ اور دیگر بزرگ ہستیوں کے خلاف دشنام طرازی کی گئی۔ مگر جماعت احمدیہ کے افراد نے ان تمام اذیتوں پر ہمیشہ صبر سے کام لیا ہے اور رضائے مولا کی خاطر خندہ پیشانی سے یہ سب ظلم برداشت کیا۔ اور اپنے مقدس امام اور خلیفۃ المسیح کی قیادت میں ایک طرف تو اپنے مال، جان، عزت، وقت اور جذبات کی قربانی دی اور دوسری طرف اپنے محبوب خلیفہ کے ارشاد کی تعمیل میں دنیا کے کونے کونے میں مساجد کی تعمیر کے منصوبہ پر عمل کرنے کا مصمم ارادہ کیا۔ چنانچہ دنیا بھر میں جماعت احمدیہ مساجد کی تعمیر میں مصروف عمل ہے جہاں سے رات دن خداتعالیٰ کے ایک ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے برحق رسول خدا ہونے کی گواہی کے اعلان فضا میں بلند ہورہے ہیں۔ دنیا بھر میں احمدیہ مساجد کی تعمیر کی خبریں قارئین الفضل انٹرنیشنل کی نظر سے گزرتی رہتی ہیں۔

اس موازنہ سے ہر ایک صاف دل منصف مزاج معلوم کرسکتا ہے کہ کون لوگ ہیں جو حقیقی معنوں میں مومن ہیں اور اللہ کی مساجد کی آبادی کے لئے ہر قسم کی قربانیاں پیش کررہے ہیں۔ اور وہ کون سا ظالم گروہ ہے جو اللہ کی مساجد سے روکنے والا اور ان کی ویرانی کے درپے ہے۔

خداتعالیٰ کی تقدیر اس رنگ میں بھی ظاہر ہو رہی ہے کہ جن مُلّاؤں نے احمدیہ مساجد پر حملے کئے وہ احمدیوں کو خدائے واحد کی عبادت سے روکنے میں کامیاب نہیں ہوئے بلکہ احمدیوں کا ذوق و شوق عبادت اور بھی بڑھ گیا۔ مگر خود ان بدبختوں کی مساجد کا امن اٹھ گیا اور وہ ہدایت سے خالی مساجد دن بدن ویران سے ویران تر ہوتی چلی جارہی ہیں۔

☆......☆......☆......☆

ذیل میں ہم پاکستانی مُلّاؤں کی ان اسلام دشمن کاروائیوں میں سے چند ایک کا ذکر کرتے ہیں جو انہوں نے گزشتہ کچھ عرصہ کے دوران جماعت احمدیہ کی مساجد کے خلاف کیں۔

ضلع بہاولنگر:

مکرم چوہدری عطاء اللہ صاحب وڑائچ آف چک نمبر FW/11 ضلع بہاولنگر کے خلاف مقامی مسجد احمدیہ کے مینار اور محراب بنانے پر مورخہ ۸ر ستمبر ۱۹۹۹ء کو تھانہ صدر چشتیاں ضلع بہاولنگر میں دفعہ 298/B تعزیرات پاکستان کے تحت ایک مقدمہ درج کیا گیا جس میں مدعی مقدمہ چوہدری بقاء محمد مجسٹریٹ درجہ اول چشتیاں تھے۔ مقدمہ کے اندراج پر مکرم چوہدری عطاء اللہ صاحب کو گرفتار کرلیا گیا۔ گرفتاری کے بعد جوڈیشل مجسٹریٹ سیشن جج اور ہائی کورٹ نے یکے بعد دیگرے درخواست ضمانت مسترد کردی۔ ہائی کورٹ میں جسٹس نذیر اختر نے جو جماعت کا اشد مخالف ہے اور پہلے بھی کئی مقدمات میں جماعت احمدیہ کے ممبران کے خلاف فیصلے دے چکا ہے، ضمانت کی درخواست مسترد کرتے ہوئے اپنے فیصلے میں لکھا کہ یہ کیس ایک فرد کا دوسرے فرد یا افراد کے خلاف عام کیس نہیں ہے بلکہ تمام سوسائٹی کے خلاف ایک غیر معمولی کیس ہے جس کے دُوررس اثرات قومی اور عالمی سطح پر ہو سکتے ہیں۔ میرے خیال میں انصاف کا تقاضا ہے کہ متعلقہ عدالت اس مقدمہ میں تین ماہ کے اندر فیصلہ دے دے۔

چنانچہ محمود احمد چیمہ سول جج فرسٹ کلاس ہارون آباد نے سماعت کی تکمیل کے بعد مکرم چوہدری عطاء اللہ صاحب کو دو سال قید کی سزا سنائی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

ضلع لیّہ:

چک TDA/93 ضلع لیّہ پاکستان کے چار احمدی احباب مکرم عبدالمجید صاحب صدر جماعت، مکرم شوکت علی صاحب زعیم انصاراللہ، مکرم انوار احمد صاحب نمبردار اور مربیّ سلسلہ جماعت احمدیہ کے خلاف مورخہ ۲۴ر اپریل ۲۰۰۱ء کو ایک مقدمہ مقامی مسجد احمدیہ کے مینار اور محراب بنانے پر، اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے اور مسجد میں قرآن شریف رکھنے پر انسداد دہشت گردی ایکٹ A/295 تعزیرات پاکستان ، توہین قرآن کی دفعہ 295/B تعزیرات پاکستان اور اینٹی احمدیہ ایکٹ کی دفعہ 298/B تعزیرات پاکستان کے تحت درج کیا گیا۔

پولیس نے یہ قدم مقامی مولویوں کے دباؤ کے نتیجہ میں اٹھایا اور اول الذکر دو احمدیوں کو فوری طور پر گرفتار کرلیا گیا۔

چوبارہ ضلع لیّہ میں مُلّاؤں نے مطالبہ کیا کہ گاؤں میں واقع احمدیہ مسجد کی محراب کو گرایا جائے۔ یہ مسجد جماعت احمدیہ نے ۱۹۹۸ء میں تعمیر کی تھی۔ گزشتہ سال جماعت احمدیہ نے اس کی توسیع کا منصوبہ بنایا۔ مُلّاؤں کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے تعمیر کرنے والی فرم سے رابطہ کر کے انہیں تعمیر کا کام فوری طور پر بند کرنے پر مجبور کردیا۔ احمدیوں نے قریبی گاؤں سے معماروں کو کام کرنے پر راضی کیا اور تعمیر دوبارہ شروع ہوگئی مگر پاکستانی مُلّاں مسجد کی تعمیر کو کیسے برداشت کر سکتے تھے۔ انہوں نے احتجاجوں کا سلسلہ شروع کیا اور ۱۴ر جنوری ۲۰۰۱ء کو ایک کانفرنس منعقد کی جس میں تین ریزولیوشن پاس کئے گئے:

۱......: احمدی مسجد کے محراب کو گرادیں۔

۲......: لوکل سکولوں سے احمدی اساتذہ کو تبدیل کر دیا جائے۔

۳......: مقامی احمدی میاں محمد جویا کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے۔

اس پر علاقہ کے پولیس افسر نے احمدی اکابرین کو تھانہ میں بلا کر ان کو سخت دھمکی دی ۔ ۴ر فروری ۲۰۰۱ء کو ایک مُلّاں چند بدمعاشوں کو ہمراہ لے کر مسجد کی جگہ پر پہنچا ۔ میاں محمد جویا صاحب نے ان کے بدارادہ کو بھانپ کر پولیس کو اطلاع کردی۔ اگلے دن پولیس نے پھر احمدیوں کو تھانہ میں بلایا ۔ اس وقت وہاں کافی تعداد میں مُلّاں موجود تھے۔ پولیس نے احمدیوں سے کہا کہ وہ اپنی مسجد کے محراب کو گرادیں۔ احمدیوں نے جواب دیا کہ نہ تو وہ خود یہ ظالمانہ فعل کریں گے اور نہ ہی کسی مولوی کو یہ کام کرنے دیں گے۔

اس پر پولیس نے دو احمدیوں میاں محمد جویا صاحب اور نصراللہ خان ملہی صاحب کو گرفتار کرلیا اور ان کو لیّہ جیل میں بھجوادیا جہاں تیس گھنٹے جیل میں رہنے کے بعد انہیں رہا کیا گیا۔

۶ر فروری ۲۰۰۱ء کو پولیس دوبارہ مسجد احمدیہ میں آئی اور احمدیوں سے کہا کہ بیرونی دیواروں کو اونچا کردیا جائے تاکہ محراب باہر سے نظر نہ آئے۔

اس اثناء میں مُلّاؤں نے ایک اور کانفرنس کا انعقاد کیا ۔ اسسٹنٹ کمشنر پولیس مقبول احمد لنگاہ، ڈپٹی کمشنر لال محمد چوہان اور ایس ایس پی محمد طاہر نے آپس میں مشورہ کیا اور احمدیوں کو ایک بار پھر تھانہ میں بلایا۔ دفتر میں اسسٹنٹ کمشنر پولیس نے میاں محمد جویا صاحب سے زبردستی ایک بیان پر دستخط کرا لئے کہ وہ شام سے پہلے پہلے محراب کو گرادیں گے ورنہ انہیں گرفتار کرلیا جائے گا۔ احمدی مسلمان تو مسجدیں بناتے ہیں گراتے نہیں ۔ البتہ مسجدوں کو گرانا اور ان کی بربادی چاہنا مُلّاؤں کا خاصہ ہے۔

جب شام تک محراب نہ گرائی گئی تو پولیس نے مُلّاؤں کو ساتھ لے کر مسجد احمدیہ پر ہلہ بول دیا اور مسجد احمدیہ کے محراب کو شہید کردیا گیا۔ اس موقع پر ایک احمدی نوجوان جو میاں محمد جویا صاحب کا صاحبزادہ تھا مسجد کی طرف گیا تو اسے گرفتار کرلیا گیا اور پورا دن حراست میں رکھا گیا۔

پولیس کی اس کارروائی کے بعد مُلّاں اور بپھر گئے ۔ انہوں نے ایک اور کانفرنس چک 368/TDA میں بلائی اور مطالبہ کیا کہ اس گاؤں میں تعمیر شدہ احمدیہ مسجد کو گرایا جائے اور تمام احمدیوں کو گرفتار کیا جائے۔ اس کے بعد مُلّاؤں کا یہ ٹولہ ایک اور گاؤں چک 375/TDA پہنچا اور وہاں بھی یہ مطالبہ کیا گیا۔ ڈپٹی کمشنر کو ایک درخواست بھجوائی گئی جس میں کہا گیا کہ احمدیوں کو مساجد میں اذان دینے سے روکا جائے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس علاقہ میں جماعت احمدیہ کے خلاف سب سے بڑا ہنگامہ کھڑا کرنے والے شخص یاسین سندھی کو جو مقامی سپاہ صحابہ تنظیم کا صدر ہے کھیتوں میں کام کرنے کے دوران ایک زہریلے سانپ نے ڈس لیا اور گاؤں کے شرفا اس کو قدرت کی طرف سے سزا پر محمول کرتے ہیں۔

ضلع بہاولپور:

۱۰ر جنوری ۲۰۰۱ء کو چک نمبر ۱۹۱ امراد ضلع بہاولپور میں دو مُلّاں ایک جیپ پر سوار ہو کر جماعت احمدیہ کی مسجد میں جا پہنچے اور مسجد احمدیہ کے امام کو طلب کیا اور اسے کہا کہ مسجد کے مینار اور محراب دو دن کے اندر اندر گرادیے جائیں ورنہ سخت نتائج بھگتنا پڑیں گے ۔ اگر دو دن کے اندر اندر کام نہ ہوا تو

وہ خود بڑی تعداد میں آئیں گے اور یہ کارنامہ سرانجام دیں گے۔

ان مُلّاؤں میں سے ایک بہاولپور کا مُلّاں اسحاق ہے اور دوسرا حاصل پور میں مقیم ہے۔

دو دن کے بعد جمعہ کے خطبہ میں بھی احمدیوں کے خلاف زہر اگلا گیا۔ اِنہیں مُلّاؤں نے چک ۱۹۲ مراد اور چک ۱۸۳ مراد میں بھی جا کر احمدیہ مساجد کے خلاف ایکشن لینے کا اعلان کیا۔ احمدی مسلمانوں نے صورت حال کے بارہ میں متعلقہ حکام کو مطلع کر دیا ہے مگر جیسا کہ آج کل ملک میں مُلّاؤں نے طوفان مچا رکھا ہے ضلعی حکام سے بھی کسی خیر کی توقع نہیں۔

ضلع سیالکوٹ:

چونڈہ ضلع سیالکوٹ میں ۱۲ر مئی ۲۰۰۱ء کو اسسٹنٹ کمشنر پولیس نے پولیس کی بھاری جمعیت کے ساتھ مسجد احمدیہ پر ہلّہ بول دیا اور مسجد کے محراب کو شہید کر دیا۔ اس واقعہ کی تفصیل یوں ہے:

چونڈہ کے ایک احمدی ملک محمد یوسف صاحب جو چاولوں کے کارخانہ واقع ہڈیانہ روڈ کے مالک ہیں نے اپنی جگہ پر ایک مسجد بنائی۔ قاری انصار ایک بدنام مُلّاں نے اسسٹنٹ کمشنر پولیس پسرور کو درخواست دی کہ اس مسجد کے محراب کو گرا دیا جائے اور احمدیوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔ اسی قسم کے مضمون کی درخواست ایک اور بدنام ترین مُلّاں قاری شفیق ڈوگر نے اسسٹنٹ کمشنر کے روبرو پیش کی۔

اس پر ریذیڈنٹ مجسٹریٹ نے احمدیوں کو حکم دیا کہ وہ مسجد کے محراب کو گرا دیں۔ چونکہ یہ حکم غیر آئینی اور غیر قانونی تھا احمدیوں نے اس کی تعمیل سے انکار کر دیا۔ اس پر اسسٹنٹ کمشنر پولیس نے علاقہ کے پولیس انسپکٹر کو حکم دیا کہ وہ خود جا کر اس کو گرا دے۔ انسپکٹر پولیس مسجد احمدیہ پہنچا اور جماعت احمدیہ کے عہدیداروں سے کہا کہ وہ اس محراب کو گرا دیں مگر احمدیوں نے صاف انکار کر دیا۔ اس پر انسپکٹر پولیس کو اسسٹنٹ کمشنر کی طرف سے دوبارہ پیغام موصول ہوا کہ اس کام کو نپٹایا جائے۔ چنانچہ رات کے گیارہ بجے پولیس انسپکٹر نے پولیس کی بھاری نفری کے ساتھ مسجد کے محراب کو شہید کر دیا۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

☆...... موضع کوراکوٹ میں محکمانہ اجازت کے بعد احمدی مسلمانوں نے اپنی مسجد کی تعمیر شروع کی تو مولویوں نے اس کو مسمار کرنے کی دھمکی دی۔ ایک دن اٹھارہ کے لگ بھگ افراد نے مسجد پر حملہ کیا اور مسجد کی دیواریں مسمار کر دیں۔ احمدیوں کو ہراساں کرنے کے لئے انہوں نے فائر بھی کئے۔ پولیس نے نہ تو کوئی مقدمہ درج کیا اور نہ ہی کسی کو گرفتار کیا۔

☆...... ۲۴ر اگست ۲۰۰۰ء کو ضلعی انتظامیہ نے جماعت احمدیہ کی مسجد واقع معراجکے گاؤں کو احمدی مسلمانوں سے چھین کر مخالفین کے حوالے کر دیا۔ یہ مسجد آج سے قریباً ۱۰۰ سال پہلے ایک احمدی مسلمان نے بنائی تھی اور اس وقت سے لے کر آج تک جماعت احمدیہ کی تحویل میں ہے۔

کچھ عرصہ پہلے مولویوں کی فتنہ کی رگ پھڑک اٹھی اور انہوں نے ریذیڈنٹ مجسٹریٹ کو درخواست دی کہ انہیں مسجد پر قبضہ دیا جائے۔ ریذیڈنٹ مجسٹریٹ دو دفعہ مسجد آئے۔ مخالفین نے کہا کہ اگر انتظامیہ اس سلسلہ میں کچھ نہیں کرتی تو وہ خود زبردستی مسجد پر قبضہ کر لیں گے۔ علاقہ مجسٹریٹ نے مُلّاؤں کے دباؤ میں آکر مسجد ان کی تحویل میں دے دی۔ اب مسجد دشمن مُلّاں مطالبہ کر رہے ہیں کہ احمدی مسلمانوں کے خلاف ایک مقدمہ بھی قائم کیا جائے۔

ضلع شیخوپورہ:

کالی بھیڑ ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں رہنے والے احمدی مسلمانوں نے مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ کیا۔ انہوں نے جگہ کے حصول کے بعد متعلقہ محکمہ سے اجازت بھی حاصل کر لی۔ تاہم جب مُلّاؤں کو اس کا علم ہوا تو وہ ایک مسجد کے وجود کو کیسے برداشت کر سکتے تھے۔ انہوں نے مسجد کی تعمیر میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے احتجاجی کارروائیاں شروع کر دیں۔

اپریل ۲۰۰۱ء میں وہ علاقہ کے اسسٹنٹ کمشنر پولیس کے پاس درخواست لے کر پہنچے اور اسے کہا کہ وہ علاقہ میں جماعت احمدیہ کی مسجد برداشت نہیں کر سکتے لہٰذا پولیس تعمیر کو روکے۔

اسسٹنٹ کمشنر نے مولویوں کو خوش کرنے کے لئے علاقہ میں ایک احمدی کے گھر سے کلمہ طیبہ مٹا دیا۔ نیز احمدیوں سے کہا کہ اسلامی طرز پر اپنی مسجد تعمیر نہ کریں۔ دوسری طرف اس نے مُلّاؤں کے وفد سے جو اس سلسلہ میں ان سے ملنے کے لئے آیا ہوا تھا کہا کہ احمدیوں کے خلاف آرڈیننس موجود ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم احمدیوں کو سمندر میں دھکیل دیں۔ مُلّاں اس قسم کا جواب انتظامیہ کے ایک افسر کی طرف سے برداشت نہ کر سکے اور انہوں نے اس کے خلاف اخباروں میں احتجاجی مہم چلانا شروع کر دی ہے۔

☆...... چک ۱۷ ضلع شیخوپورہ میں واقع احمدی مسجد پر مخالفین کا ایک گروپ جو دس افراد پر مشتمل تھا پہنچا اور مسجد میں موجود احمدیوں سے کہا کہ وہ مسجد کے اندر لکھے ہوئے کلمہ طیبہ کے بورڈ کو ہٹا دیں۔

احمدیوں نے کہا کہ نہ تو ہم خود اتاریں گے اور نہ ہی تمہیں اتارنے دیں گے۔ اس پر وہ وہاں سے چلے گئے۔ احمدیوں نے شرارتی مُلّاؤں کے ممکنہ حملہ سے پولیس کو متنبہ کیا اور ان سے درخواست کی کہ مسجد احمدیہ کی حفاظت کی جائے۔ اس پر پولیس نے یہ کارروائی کی کہ رات دس بجے مسجد احمدیہ کو اپنے کنٹرول میں لے کر کلمہ طیبہ کو ہٹا دیا۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن.

ضلع حافظ آباد:

مانگٹ اونچے ضلع حافظ آباد میں مُلّاؤں کے مطالبہ پر پولیس نے مقامی مسجد احمدیہ پر چھاپہ مارا اور ہتھوڑوں کی مدد سے سنگ مرمر کی تختی پر کندہ کلمہ طیبہ کو توڑ دیا۔

کراچی:

دستگیر کالونی کراچی میں واقع احمدیہ مسجد پر ایک دن علاقہ کے سب ڈویژنل مجسٹریٹ اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے پولیس کی بھاری جمعیت کے ساتھ چھاپہ مارا اور مسجد کے اندرونی حصہ سے کلمہ طیبہ کا بورڈ اتار کر لے گئے۔ یہ حرکت انہوں نے مُلّاؤں کو خوش کرنے کے لئے کی۔

سندھ:

سندھ کے ایک گاؤں گوٹھ امام بخش علوی میں جماعت احمدیہ کے افراد نے ایک چھوٹی سی مسجد بنا رکھی ہے۔ یہاں مُلّاؤں نے مسجد کے محراب کی وجہ سے شور مچا رکھا ہے۔ اگرچہ مسجد کا محراب باہر گلی سے نظر نہیں آتا پھر بھی ان کے لئے یہ بات تکلیف کا باعث ہے۔ مُلّاؤں نے محراب کو گرانے، مسجد سے قرآن مجید ہٹانے کا مطالبہ کر دیا ہے جس کی وجہ سے سارے گاؤں کی فضا کشیدہ ہو گئی ہے۔

☆...... مُلّاں محمد صدیق جو مسجد کیمبٹ میں امام مسجد کے فرائض ادا کرتا ہے احمدیوں کا سخت دشمن ہے۔ اس نے پولیس کو درخواست دی جس میں لکھا کہ احمدی آئین کے ساتھ بغاوت کر رہے ہیں اور گوٹھ سلطان علی، گوٹھ چیمہ اور گوٹھ نتھے خان میں مساجد تعمیر کی ہیں جن کو فوری طور پر گرا دیا جائے۔ بصورت دیگر مجلس ختم نبوت کے اراکین خود ان کو گرا دیں گے۔ اس درخواست کی نقول گورنر، ہوم سیکرٹری، ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس خیرپور کو بھی روانہ کی گئیں اور پبلک میں بھی بانٹی گئیں۔

احمدی مسلمانوں نے ہوم سیکرٹری سے رابطہ کیا اور اسے بتایا کہ یہ مساجد نئی تعمیر شدہ نہیں ہیں بلکہ ان کو تعمیر ہوئے ایک زمانہ گزر چکا ہے۔ مثلاً گوٹھ نتھے خان میں واقع احمدیہ مسجد کی تعمیر پاکستان بننے سے پیشتر ۱۹۳۵ء میں ہوئی تھی۔

اس کے باوجود صورت حال بہت تشویشناک ہے۔ حکومت کے افسران شرارتی مُلّاؤں پر بھی ہاتھ ڈالنا نہیں چاہتے۔

۲۱ر اکتوبر ۲۰۰۰ء کو پولیس کی بھاری جمعیت کے ساتھ انتظامیہ نے گولارچی ضلع بدین سندھ میں واقع احمدیہ مسجد کو مخالفوں کے حوالے کر دیا اور مُلّاؤں نے مسجد میں نماز ادا کی۔

تازہ ترین اطلاعات کے مطابق مُلّاؤں کے دو گروہ اس مسجد پر اپنا حق جتا رہے ہیں اور اس طرح علاقہ میں فساد پھیلانے کا ایک اور ذریعہ بن رہے ہیں۔

یہ مسجدوں کے دشمن مُلّاؤں کی ظالمانہ کارروائیوں کا ایک نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

”اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے منع کیا کہ اللہ کی مسجدوں میں اس کا نام بلند کیا جائے اور انہیں ویران کرنے کی کوشش کی (حالانکہ) ان کے لئے اس کے سوا کچھ جائز نہ تھا کہ وہ ان (مسجدوں) میں ڈرتے ہوئے داخل ہوتے۔ ان کے لئے دنیا میں ذلت اور آخرت میں بہت بڑا عذاب (مقدر) ہے“۔ (البقرہ:۱۱۵)

آخر میں خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دشمنوں کے عزائم کو نامراد کرتے ہوئے ہمیں اپنے فضلوں کے سایہ تلے رکھے، اپنی خاص تائیدات سے نوازے اور شاہراہ غلبہ اسلام پر فاتحانہ قدموں کے ساتھ آگے ہی آگے بڑھنے کی توفیق بخشے اور وہ دن جلد لائے جب ساری دنیا میں خدا تعالیٰ کی سچی توحید قائم ہو جائے اور عظیم المرتبہ رسول مقبول ﷺ کا نام دنیا کے گوشے گوشے میں بلند ہو۔ اے خدا! تو ہمارے محبوب خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ کی زندگی میں یہ سب کچھ ہمیں اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی توفیق عطا فرما۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

GUARANTEED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Sonikya
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
34,A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

تبلیغِ دین و نشرِ ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے
JANIC EXIMP
Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.
Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039
Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

بین الاقوامی نظامِ نو کی تعمیر اور نظامِ وصیت

محمد انور احمد قادیان

خدا تعالیٰ نے اس دنیا میں اپنی وحدانیت قائم کرنے اور اپنے بندوں کو ایک راہ پر لانے کیلئے دین اسلام کا قیام کیا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کیا اور تم پر اپنی نعمتوں کو تمام کیا اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔ (مائدہ ٦)

اس کے بعد جہاں اللہ تعالیٰ نے دین کے قیام اسلامی معاشرہ کی فلاح و بہبود، سلامی سلطنت کے قیام اس کے استحکام اور اشاعت دین اور دعوت الی اللہ کیلئے بہت سارے احکام بیان فرمائے ہیں۔ تو دوسری طرف تمام امت محمدیہ کو یہ بھی تاکید کرتا ہے کہ تم میں کامل مومن وہ ہے جو انفاق فی سبیل اللہ کا حق بھی ادا کرتے ہیں۔ خدا کا دین ہر دور میں اور ہر زمانے میں اپنے غلبہ و قیام کیلئے مومنین سے انفاق فی سبیل اللہ کا مطالبہ کرتا ہے اور انہیں دین کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ فرمایا

وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ واحسنوا ان اللہ یحب المحسنین۔ (البقرہ ١٩٦)

ترجمہ:۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور احسان (بھلائی) سے کام لو یقیناً اللہ بھلائی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ کہیں تم میں ضعف اور کمزوری نہ آجائے کہیں تم انفاق فی سبیل اللہ میں کاہلی اور سستی کا شکار نہ ہوجانا۔ بخل میں مبتلا نہ ہوجانا خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے میں ہی تمہاری زندگی کا راز مضمر ہے اور تمہارے لئے بقا کے سامان ہیں۔ تم اس فریضے سے غافل ہوئے تو دنیا کی قومیں تم پر حملہ آور ہو جائیں گی۔ تمہاری طاقت ختم ہو جائے گی اور تمہیں غلامی کے دن دیکھنے پڑیں گے اور یہی تمہاری ہلاکت و بربادی کے سامان ہیں۔

خدا تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ سے ایک ایسے نظام کی بنیاد دنیا میں رکھی جو انسان کی فلاح و بہبود کیلئے آپس میں ایک دوسرے سے اخلاص اور محبت کا جذبہ قائم رکھنے کیلئے نیز غربا و مساکین کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے میں ممد و معاون ہوتا ہے۔ ابتداء اسلام میں بھی خدا کے برگزیدہ نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ اور آپ کے خلفاء نے بھی یہی طریق اپنایا تھا جس کے ذریعہ سے اشاعت اسلام کے ساتھ ساتھ غربا و مساکین کا بھی خیال رکھا جاتا تھا۔ اور ہر غریب و بے کس کی ضروریات زندگی کے سامان مہیا کئے جاتے تھے نہ کسی کے پاس شاہانہ عیش و عشرت کے سامان تھے اور نہ کوئی بھوکا مرتا تھا۔ اور یہ طریق انفاق فی سبیل اللہ کا طریق تھا یہ ایک دوسرے سے نیکیوں میں سبقت لے جانے کا طریق تھا۔ اور یہی طریق سلطنت اسلامیہ کے استحکام کا طریق تھا جس سے ساری امت مسلمہ مستفید ہوتی رہی۔

لیکن اب کے موجودہ دور میں بھی ان ہی اُصولوں اور تعلیمات کی روشنی میں اس عالم جدید کیلئے ایک نظام جدید کی ضرورت تھی اُصول وہی ہیں تعلیم وہی ہے لیکن اس کا طریقہ کار اور دائرہ وسیع ہے۔ کیونکہ آج کی اس ترقی یافتہ مادی زندگی میں ادنیٰ و اعلیٰ محروم و بانصیب اور حاجتمند اور غنی میں جو امتیاز نظر آرہا ہے اس کی وجہ سے دو تغیر پیدا ہو رہے ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ امتیاز زیادہ نمایاں ہوتا جارہا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ اس کا احساس دنیا میں بڑھتا جارہا ہے۔ مالدار پہلے بھی ہوتے تھے غریب بھی تھے لیکن آج کے مالداروں میں اور غریبوں میں Third کے مقابلہ میں First اور سیکنڈ کلاس کے ذریعہ اس فرق کو نمایاں کر دیا گیا ہے اسی طرح مکانوں میں اور اس میں سجائے جانے والے سامان میں اتنا فرق ہو گیا ہے کہ اب یہ فرق آنکھوں میں چبھنے لگا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض لوگوں نے اس کی اصلاح کی کوشش کی اور اس امتیاز کو کم کرنے اور غرباء کی حالت کو بہتر بنانے کی طرف توجہ کی لیکن دنیا کی اصلاح جس پر تمام بنی نوع انسان کے امن و ترقی کا دارومدار ہے نہ ہو سکی اور عوام کے مسائل قائم رہے۔ آج بھی یہ بات دیکھنے کو ملتی ہے کہ ایک امیر کے گھر سے پرمغز نان، مرغ کیک وغیرہ اُٹھا کر کتوں کے سامنے ڈال دیا جاتا ہے جبکہ اُس امیر کے گھر کی بغل میں ایک غریب کے گھر چولہا تک نہ جل سکا۔ ان حالات کو بدلنے یا ان کی اصلاح کرنے کی ضرورت جب محسوس ہوئی تو دنیا میں ہر طرف سے نئی نئی تحریکیں پیدا ہوئیں۔ امریکہ نے کہا کہ میں دنیا کو ایسا نظام دوں گا کہ دنیا سے غربت مٹ جائے گی جرمن نے یہی دعویٰ کیا اور روس نے یہی دعویٰ کیا کوئی نظام ڈیموکریسی کہلایا تو کوئی مارکسزم سوشلزم بولشزم کہلایا کہیں نازیزم تو کہیں فیسزم وغیرہ جیسی تحریکیں پیدا ہوئیں لیکن اپنے محدود خیالات اور تعلیمات کی وجہ سے تمام دنیا کیلئے کارآمد نہ ہوسکیں۔ کیونکہ ان لوگوں نے مذہب اور انفرادیت کو مٹانے کی کوشش کی اور ان دونوں چیزوں کے بغیر کوئی تحریک کامیاب نہیں ہوسکتی۔ اُصول اور تعلیمات مذہب دیتا ہے تو انفرادی طاقت ان کو مضبوطی عطا کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں ان تحریکوں نے عام طور پر تشدد جبر کی تعلیمات کو اپنایا۔ کہ دوسروں کے اعتبار پر کب تک رہیں۔ جتھہ بناؤ حملہ کرو اقتدار حاصل کرو اور اپنی ضروریات پوری کرو۔ مذہب کو مٹاؤ انفرادی صلاحیتوں کو ختم کرو یہی ان کی تعلیمات تھیں، ان سب سیاسی تحریکوں کے علاوہ بعض بڑے مذاہب جیسے ہندو ازم، عیسائیت اور یہودیت نے بھی نئے نظام دنیا کو دینے کا دعویٰ کیا لیکن یہ بھی صرف قومی یا مذہبی دائرہ تک محدود رہے۔ بعض لوگوں نے ان تحریکوں کو دولت جمع کرنے یا اقتدار حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھ لیا۔ تو بعض نے ان کے ذریعہ صرف قومی یا نسلی فوائد حاصل کرنا چاہا۔

اس بارے میں حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک راہ بتائی فرمایا کہ

”جب تک لوگ اسلام کی تعلیم کے مطابق یہ نہیں سمجھ لیتے کہ ہم سب ایک جنس سے ہیں اور یہ ترقی اور تنزل سب قوموں میں لگا ہوا ہے کوئی قوم شروع سے ایک ہی حالت پر نہیں چلی آئی اور نہ آئندہ چلے گی کبھی فساد دور نہ ہوگا۔ لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ قوموں کو زیر و زبر کرنے والے آتش فشاں مادے دنیا سے ختم نہیں ہوئے۔ نیچر جس طرح پہلے کام کرتی تھی اب بھی کررہی ہے پس جو قوم دوسروں سے حقارت کا معاملہ کرتی ہے وہ ظلم کا ایک نہ ختم ہونے والا چکر لاتی ہے۔

(احمدیت صفحہ ٢٣٢)

ان تمام سیاسی اور مذہبی تحریکات سے ہٹ کر اسلام نے ایک بے نظیر تعلیم پیش کی ہے اب اُس پر بھی ایک نظر ڈالی جاتی ہے۔ اسلام نے سب سے پہلے تو دنیا سے غلامی کو دور کرنے کی تعلیم دی ہے۔ ہزاروں سال میں کسی مذہب یا تحریک نے غلامی کو ناجائز قرار نہیں دیا تھا۔ اسلام نے اس کو ناجائز قرار دے کر انسان کو انسان کی غلامی سے آزاد کیا۔ ہاں جنگی قیدیوں کو پکڑنا ایک حد تک جائز قرار دیا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی حکم دیا کہ ان کے ساتھ سختی نہ کرو ان سے برادرانہ سلوک کرو۔ ان کی طاقت سے زیادہ ان پر بوجھ نہ ڈالو ہاں اگر کوئی فدیہ دے سکے تو اس کو فدیہ لے کر آزاد کردو.

دوسرا اصل اسلام نے یہ بتایا کہ دوسروں کے اموال اس بہانے سے نہ غصب کرلو کہ ہم ان کی خبر گیری کریں گے اور جو کچھ ہم نے لوگوں کو دیا اس کو دیکھ کر غمگین مت ہو بلکہ تم اپنی رعایا کی تمدنی ترقی کیلئے کوشش کرو۔ تیسرا اصل یہ بتایا کہ جب تک دنیا ایک محور پر نہیں آتی امن کے قیام کیلئے سب کو اُن کی حدود میں رہنے دو یعنی اگر دو حکومتیں آپس میں جنگ کررہی ہیں تو ان کی صلح کرادو اور اگر کوئی حکومت صلح پر آمادہ نہ ہو تو سب ملکر اس پر چڑھائی کردو اور اگر وہ مان جائے تو صلح کرادو

نیز غرباء کی تکالیف کو دور کرنے کیلئے اسلام نے چار احکام بتائے ہیں۔ (ا) تقسیم وراثت یعنی ہر مرنے والے کی جائیداد قرآنی احکام کے مطابق اس کے ورثا میں تقسیم کردی جائے اور ہر حقدار کو اس کا حق ملے کسی کی حق تلفی نہ ہو۔

٢۔ اسلام نے روپیہ جمع کرنے سے منع کیا یعنی ایسا نہ ہو کہ روپیہ کو بند رکھا جائے بلکہ وہ مجبور کرتا ہے کہ لوگ یا تو روپیہ خرچ کریں یا کسی کام پر لگائیں یا روپیہ کے چکر لگانے میں دوسروں کو بھی فائدہ پہنچے۔

٣۔ اسلام نے سُود لینے اور دینے سے منع کیا ہے سود ایسی چیز ہے جو روپیہ کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس لعنت کی وجہ سے بڑے بڑے تاجر بھی برباد ہو جاتے ہیں نیز اگر دنیا امن کا سانس لینا چاہتی ہے تو اس کا طریق یہی ہے کہ دنیا سے سود کو مٹا دیا جائے اور اس طرح دولت کو محدود ہاتھوں میں جمع نہ ہونے دیا جائے۔

٤۔ اسلام نے چوتھا حکم غرباء کے حقوق کی ادائیگی کیلئے زکوٰۃ اور صدقات کا دیا ہے یعنی جتنی دولت چاندی سونا وغیرہ انسان کے پاس جمع ہو اس پر اگر ایک سال گزر جائے تو ضرور اڑھائی فیصد سالانہ ٹیکس دینا ہے یہ ٹیکس آمد اور منافع پر بھی لگایا گیا اگر اسلام کے احکام پر عمل ہونے لگے تو دنیا کے غرباء کو مزدوری وغیرہ مل جائے اور بخیل سے بخیل کے مال سے بھی دنیا فائدہ اُٹھائے۔

غرض اسلام نے انفرادیت ہم شخصی ملکیت کو قائم رکھتے ہوئے تشدد اور جبر حملہ اور اقتدار کو حاصل کرنے کی تعلیم کے بغیر دنیا کے غرباء کی تکالیف کو دور کرنے کا طریقہ بتایا ہے اسلام نے صرف لوگوں کے مال کا استعمال نہیں کیا بلکہ ان کے دماغ کو بھی استعمال کیا ہے تا کہ کہیں کوئی اپنی آبائی جائیداد پر ہی اکتفا کرکے روپیہ کو جمع رکھ کر اس دولت کے ذریعہ اپنی زندگی نہ گزارے بلکہ وہ کہتا ہے کہ تم اپنی جائیداد اور دولت کو اپنی دماغی صلاحیت سے اور بڑھاؤ تا اس کے ذریعہ زیادہ لوگوں کو فائدہ ملے۔

غرباء کی تکالیف کو دور کرنے کیلئے اسلامی سکیم اور اس کے اہم اصول یہ ہیں (ا) سب انسانوں کی ضرورتوں کو پورا کیا جائے۔ ٢۔ ان ضرورتوں کو پورا کرتے وقت انفرادیت اور عائلی زندگی کے لطیف جذبات کو تباہ نہ ہونے دیا جائے۔

٣۔ یہ کام مالداروں سے طوعی طور پر لیا جائے اور جبر سے کام نہ لیا جائے۔

٤۔ یہ نظام ملکی نہ ہو بلکہ بین الاقوامی ہو۔ اسلامی تعلیم کی ساری خوبی ان چار اصولوں میں مرکوز ہے۔ جو تحریک ان اُصولوں پر مبنی ہو وہ ہر طرح سے مکمل اور کامیاب ہوسکتی ہے۔

موجودہ زمانے میں خاتم الخلفاء کی سکیم

اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے غرباء کی تکالیف کو دور اور اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کیلئے سامان بہم پہنچا دیئے ہیں۔ بولشوزم سوشلزم اور نیشنل سوشلزم سب تحریکات 1919 اور 1921ء کے اردگرد چکر لگا رہی ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے مامور نے نئے نظام کی بنیاد 1905ء میں رکھ دی تھی اور وہ الوصیت کے ذریعہ رکھی تھی۔ جو تا قیامت جاری ہے۔

خدا تعالیٰ نے طوعی قربانیوں کے کوئی معین اصول

مقرر نہیں فرمائے۔ صرف یہ کہا کہ اے مسلمانو! تمہیں علاوہ جبری ٹیکسوں کے بعض اور ٹیکس بھی دینے پڑیں گے۔ مگر یہ نہیں بتایا کہ وہ ٹیکس کتنے ہوں گے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وقت کی ضرورتوں کو دیکھ کر کہ ساری دنیا کو کھانا کھلانا ہے ساری دنیا کی ضرورتوں کو پورا کرنا ہے اس لئے زیادہ روپیہ کی ضرورت ہوگی چنانچہ خدائی اذن کے تحت آپؑ نے اعلان فرمایا کہ

جو لوگ حقیقی جنت حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ اپنی خوشی سے اپنے مال کے کم از کم دسویں حصہ کی اور زیادہ سے زیادہ تیسرے حصہ کی وصیت کر دیں۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ

"ان وصایا سے جو آمد ہوگی وہ ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کیلئے خرچ ہوگی۔ اسی طرح ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے۔ وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہوں گے۔ (الوصیت شرط نمبر۲)

اس ضمن میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ایسے امور بھی ہیں جن کو ابھی بیان نہیں کیا جاسکتا اور یہ کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب دنیا چلا چلا کر کہے گی کہ ہمیں ایک نئے نظام کی ضرورت ہے تب چاروں طرف سے آوازیں اٹھنی شروع ہو جائیں گی کہ آؤ ہم تمہیں نیا نظام دیتے ہیں روس کہے گا کہ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں۔ ہندوستان کہے گا آؤ میں تمہیں نیا نظام دیتا ہوں جرمنی اور اٹلی کہیں گا کہ آؤ میں تمہیں نیا نظام دیتا ہوں۔ امریکہ کہے گا کہ آؤ میں تمہیں نیا نظام دیتا ہوں۔ اس وقت میرا قائم مقام قادیان سے کہے گا کہ نیا نظام الوصیت میں موجود ہے اگر دنیا فلاح و بہبود کے رستہ پر چلنا چاہتی ہے تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ "لوصیت" کے پیش کردہ نظام کو دنیا میں جاری کیا جائے۔
(نظام نو صفحہ نمبر۱۰۲)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ان اموال میں سے ان یتیموں اور مسکینوں کا حق ہوگا جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے ...... اور جائز ہوگا کہ انجمن باتفاق رائے اس روپیہ کو تجارت کے ذریعہ سے ترقی دے۔ (الوصیت)

خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو ان کی اولاد اور اموال کے ذریعہ سے آزماتا ہے فرماتے ہیں۔

ہر مومن کے ایمان کی آزمائش اس میں ہے کہ وہ اس نظام میں داخل ہو اور خدا تعالیٰ کے خاص فضل حاصل کرے صرف منافق ہی اس نظام سے باہر رہے گا۔ گویا کسی پر جبر نہیں لیکن ساتھ ہی فرما دیا کہ اس میں تمہارے ایمانوں کی آزمائش ہے اگر تم جنت لینا چاہتے ہو تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم یہ قربانی کرو، ہاں اگر جنت کی قدر و قیمت تمہارے دل میں نہیں تو اپنے مال اپنے پاس رکھو ہمیں اموال کی ضرورت نہیں دنیا کی تمام تحریکیں جبراً اموال پر قبضہ کرنے کی تعلیم دیتی ہیں جبکہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مرتد ہو جائے تو اس کا مال اسے واپس کر دو کیونکہ ایسا مال مردود ہے اور اس قابل نہیں کہ اسے اپنے پاس رکھا جائے۔

نظام وصیت بوجہ مذہبی ہونے کے بین الاقوامی ہوگا اور جو روپیہ احمدیت کے ذریعہ اکٹھا ہوگا وہ کسی ایک ملک پر خرچ نہیں کیا جائے گا بلکہ ساری دنیا کے غریبوں کیلئے خرچ کیا جائے گا۔ اور یہ نظام عالمگیر اخوت کو بڑھانے والا ہے اور اس کے تحت ہندوستان کا باشندہ اپنی مرضی اور خوشی سے سب دنیا کیلئے اپنے اموال دے گا مصر شام امریکہ غرض ہر جگہ کا باشندہ اپنی مرضی سے تمام دنیا کے لئے اپنے اموال دے گا اسلامی اور غیر اسلامی نظام میں یہ بین الاقوامی ہونے کا نمایاں فرق اور ثبوت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"یہ مت خیال کرو کہ یہ دور از قیاس باتیں ہیں بلکہ یہ اس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال جمع کیونکر ہوں گے اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے۔ بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جائیں وہ کثرت مال دیکھ کر ٹھوکر نہ کھاویں۔ (الوصیت)

پس جوں جوں تبلیغ ہوگی اور لوگ احمدی ہوں گے وصیت کا نظام وسیع تر ہوتا جائے گا اور جب احمدیت کثرت سے پھیلے گی اور جوں جوں وصیت وسیع ہوگی نظام نو کا دن انشاء اللہ قریب سے قریب تر آجائے گا۔

غرض نظام نو کی بنیاد 1910 میں روس میں نہیں رکھی گئی اور نہ آئندہ کسی سال میں یورپ میں رکھی جائے گی بلکہ دنیا کو آرام دینے والے ہر فرد بشر کی زندگی کو آسودہ بنانے والے اور ساتھ ہی دین کی حفاظت کرنے والے نظام نو کی بنیاد 1905ء میں قادیان میں رکھی گئی ہے۔ اور اب دنیا کو کسی اور نظام نو کی ضرورت نہیں۔

پس دوستوں کو اس کی اہمیت سمجھنی چاہئے اور سمجھنا چاہئے کہ جس نے وصیت کی ہے اس نے نظام نو کی بنیاد رکھ دی ہے پس اے دوستو! دنیا کا نیا نظام دین کو مٹا کر بنایا جارہا ہے۔ تم وصیت کے ذریعہ سے اس سے بہتر نظام دین کو قائم رکھتے ہوئے تیار کرو۔ مگر جلدی کرو کہ دوڑ میں جو آگے نکل گیا وہ ہی جیتتا ہے۔

پس تم جلد سے جلد وصیتیں کرو تا کہ جلد سے جلد نظام نو تعمیر ہو جائے اور وہ مبارک دن آجائے جبکہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر اپنی عزت کو چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان کو چھوڑ کر اس کی راہ میں تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی لیکن اگر تم تلخی اُٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔ (الوصیت)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بابرکت نظام میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

الوصیت

یہ ہے ذکر انیس سو پانچ کا — کہ حضرت کو رؤیا میں ظاہر ہوا
قریب آ گیا تیرا وقتِ وفات — ہے دو تین گھونٹ اور آبِ حیات
قریب آ گیا حاصلِ سال و سِن — خدا کی طرف سے اُداسی کا دن
رسالہ دسمبر میں ایک آپ نے — لکھا "الوصیت" کے عنوان سے
بیاں اس میں کیں بتمام و کمال — یہ سب اطلاعات قربِ وصال
کہا دوستوں سے یہ دے کر خبر — عزیزو! نہ غمگین ہونا مگر
ہوئے جب سے پیدا زمیں آسماں — یہی سنت اللہ ہے جاری یہاں
ہے نبیوں کا جب سے چلا سلسلہ — وہ نبیوں کی تائید کرتا رہا
ہے وہ لکھ چکا لوحِ تقدیر میں — کہ وہ اور نبی اس کے غالب رہیں
سمجھ جاؤ گے تم ذرا غور سے — وہ قدرت دکھاتا ہے دو طور سے
سو وہ اوّل اوّل نبوت کے ساتھ — دکھاتا ہے خود اپنی قدرت کا ہاتھ
مگر پھر ہے دیتا نبی کو وفات — بظاہر نظر آئیں جب مشکلات
سمجھتا ہے دشمن کہ اس شخص کی — جماعت یہ نابود ہو جائے گی
جماعت میں کمزور لوگوں پہ بھی — یہ ہوتی ہے اک ابتلا کی گھڑی
مگر پھر خدا دوسری مرتبہ — دکھاتا ہے اک قدرتِ ثانیہ
مٹاتی ہے آ کر جو باطل خیال — ہے گرتی جماعت کو لیتی سنبھال
یہ ممکن نہیں وہ عزیز و رحیم — خدا، ترک کر دے یہ سنت قدیم
سو جو بات میں نے کہی آپ سے — پریشاں نہ ہوں اس سے دل آپ کے
عزیزو ضروری ہے اب دیکھنا — تمہارے لئے قدرتِ ثانیہ
ہے اس میں تمہارے لئے بہتری — یہ بہتر ہے کیوں کہ وہ ہے دائمی
قیامت تک اس کے اِفاضات کا — نہ ہوگا کبھی منقطع سلسلہ
نہ آئے گی جب تک نہ میں جاؤں گا — میں جاؤں تو پھر بھیج دے گا خدا
فقط تخم ریزی، مرا کام تھا — سو وہ تخم ریزی تو میں کر چکا
یہ تخم ایک دن پیڑ بن جائے گا — وہ پیڑ ایک دن پھول پھل لائے گا
میں تھا مظہرِ شانِ ربِّ وَدود — مرے بعد بعض اور ہوں گے وجود
سو اب مِل کے سارے صِغار و کِبار — دعاؤں سے اس کا کرو انتظار
اسی "الوصیت" میں ایک اور تھی — وصیت جماعت کے نام آپ کی
خدا چاہتا ہے وہ روحیں تمام — کہ ہے دُور دُور آج جن کا قیام
جو آبادیوں میں یہ خلقِ خدا — زمیں پر ہے پھیلی ہوئی جابجا
ہوں یورپ میں یا ایشیا میں مقیم — مگر وہ جو رکھتے ہیں فطرت سلیم
انہیں دینِ واحد اکٹھا کرے — کشش ان کو توحید کی کھینچ لے
خدا کا یہی ایک مقصود تھا — کہ جس کے لئے مجھ کو بھیجا گیا
رکھو سامنے تم بھی مقصد یہی — دعاؤں سے اس کی کرو پیروی
اسی رہ پہ چلنا بپائے ثبات — مگر حسنِ خُلق اور نرمی کے ساتھ

عبدالمنان ناہید

— قرآن جواہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اس سے بے خبر ہیں —
(سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

'भारत में कई साल गुजारे थे ईसा मसीह ने'

इतिहासकार प्रो. अरोरा ने ईसा के जीवन की विलुप्त कड़ियों पर प्रकाश डाला

नवभारत समाचार सेवा

बरेली. इतिहास में जीसस के जीवन के 14-15 वर्षों की कोई जानकारी नहीं मिलती. प्राचीन ग्रंथ और पांडुलिपियों के अध्ययन इस बात का आधार होता है कि उस दौर में ईसा भारत आये थे. उन्होंने यहां लंबा वक्त गुजारा था. साथ ही वे बौद्ध साहित्य के संपर्क में भी आये. कश्मीर में इसके कुछ पुरातात्विक साक्ष्य भी मिलते हैं. यह स्थापना है रुहेलखंड विश्वविद्यालय के प्राचीन इतिहास विभाग के अध्यक्ष प्रो. उदय प्रकाश अरोरा की. प्रो. अरोरा ग्रीक सभ्यता और साहित्य के विद्वान के तौर पर भी जाने जाते हैं.

पुनश्चर्या पाठ्यक्रम में प्रस्तुत अपने व्याख्यान में उन्होंने इसके केन्द्रीय विषय संस्कृतियों के संपर्क पर चर्चा करते हुए कहा कि प्राचीन भारत का भी ईसाइयत से गहरा संबंध रहा है. लद्दाख के हेमीसमठ से मिली 11वीं-12वीं शताब्दी की एक पांडुलिपि का जिक्र करते हुये प्रो. अरोरा ने कहा कि इसमें इजराइल से आये एक व्यक्ति के बारे में बताया गया है, जो 14 वर्ष की आयु में भारत आया था. भारत के विभिन्न स्थानों का भ्रमण करते हुये वे कश्मीर पहुंचा. उसने वहां रहकर बौद्ध ग्रंथों का अध्ययन किया और 30 साल की आयु में वापस लौट गया.

इस पांडुलिपि का जिक्र रूसी विद्वान निकोलाई अलेक्सेंद्रीनोतोविच ने अपनी पुस्तक दिन अननोन लाइफ आफ जीसस क्राइस्ट में किया है. भारत में बस गये प्रख्यात चित्रकार निकोलाई रोरिख की रचनाओं में भी इस पांडुलिपि की चर्चा है. मगर 1939 के बाद इस पांडुलिपि का किसी भी रचना में जिक्र पढ़ने को नहीं मिला. प्रो. अरोरा ने बताया कि तिब्बत के लामाओं की मान्यता थी कि यूरोप के लोग बुद्ध के अनुयायी हैं. इसी तरह से नाथ संप्रदाय के ग्रंथ नामावलि में लिखा है कि ईश भारत आये थे. यह ग्रंथ 13वीं 14वीं ईसवी का है. इसके बाद 18वीं सदी के ग्रंथ भविष्य पुराण में भी इस इस बात का उल्लेख मिलता है कि ईसा भारत आये थे और उन्होंने यहां काफी समय बिताया. कश्मीर में श्रीनगर के पास ऐश-ए-मुकाम नाम की एक जगह है, जिसका अर्थ है ईसा का विश्राम. परंपरागत मान्यता के मुताबिक यहां के जैनुद्दीन वली को नूरुद्दीन वली से एक दंड मिला था, जिसे जीसस का माना जाता है. यह आज भी मजार के मौलवी के पास रखा हुआ है. तख्त-ए-सुलेमान के अभिलेख में यूस आसफ की समाधि का जिक्र मिलता है. तारीख-ए-कश्मीर में भी इसी समाधि का जिक्र मिलता है. कश्मीर में ईसा को यूस कहा जाता है. कल्हण ने अपने ग्रंथ राजतरंगिणी में भी महात्मा ईसन का जिक्र किया है. एक जर्मन विद्वान ने अपनी पुस्तक जीसस लिव्ड इन इंडिया में भी भारत और ईसा के संबंधों पर चर्चा की है. इससे पहले इलाहाबाद विश्वविद्यालय से आये प्रो. एच.एन. दुबे का व्याख्यान हुआ. जिसमें उन्होंने दक्षिणी तथा उत्तरी भारत के बीच सांस्कृतिक संपर्कों का जिक्र किया. प्रो. दुबे ने बताया कि लंबे समय तक दोनों संस्कृतियों के बीच आदान-प्रदान होता रहा. भक्त आंदोलन दक्षिण में विकसित हुआ, जो कालांतर में पूरे भारत में फैल गया. 7 पर्वतों और 7 नदियों की अवधारणा में दक्षिण के पर्वतों-नदियों को शामिल करना दोनों की सांस्कृतिक एकता को दर्शाता है.

ہندوستان میں کئی سال گذارے تھے حضرت عیسیٰ مسیح نے

بریلی:- پرانے گرنتھ اور پانڈولپیوں کی تحقیق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اُس دور میں حضرت عیسیٰ ہندوستان آئے تھے اور انہوں نے یہاں لمبا وقت گذارا تھا کشمیر میں اس کے کچھ پختہ ثبوت بھی ملتے ہیں یہ تحقیق ہے روحیل کھنڈ وشو ودھیالیہ کے پراچین تاریخی ڈیپارٹمنٹ کے صدر پروفیسر اُدیے پرکاش اروڑہ کی اُن کا کہنا ہے کہ پراچین بھارت کا بھی عیسائیت سے گہرا تعلق رہا ہے آگے ذکر کرتے ہوئے پروفیسر اوروانے بتایا کہ ایک شخص ہندوستان آیا تھا اور ہندوستان کے کئی مقامات پر گھوم کر وہ کشمیر جا پہنچا اسی طرح ناتھ مذہب کے گرنتھ نامہ ولی میں لکھا ہے کہ ایشع بھارت آئے تھے اس کے بعد ۱۸ ویں صدی کے گرنتھ بھوشیہ پرانڈ میں بھی اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ عیسیٰ بھارت آئے تھے اور انہوں نے یہاں کافی وقت بتایا کشمیر میں سری نگر کے پاس ایشع اے مقام نام کی ایک جگہ ہے جس کا مطلب ہے عیسیٰ کا وشرام تخت سلیمان کے ابھیلیکھ میں یوز آصف کی سادھی کا بھی ذکر ملتا ہے تاریخ کشمیر میں بھی اسی سادھی کا ذکر ملتا ہے کشمیر میں عیسیٰ کو یوز کہا جاتا ہے۔ نوبھارت پونا ۱۹ اگست ۲۰۰۱ء۔ مرسلہ عقیل احمد سہارنپوری سرکل انچارج شولاپور مہاراشٹر

جمیعۃ اہل حدیث نے شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی کے ترجمہ قرآنی پر پابندی لگادی

قرآن کو لیکر مسلم علماء میں جنگ

حیدرآباد 20 مئی جمیعت علماء ہند اور جمیعت اہل حدیث کے درمیان مذہبی اجارہ داری کی جنگ میں جمیعت اہل حدیث نے سعودی انتظام شدہ جمیعت الاسلامیہ پر غلبہ پاتے ہوئے شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے قرآن پاک کے اردو ترجمہ و تفسیر پر پابندی لگادی ہے۔

مولانا حسن جو کہ ایک جانے ہوئے عالم ہیں ان کا تعلق جمیعت علماء ہند دیوبند سے ہے جو کہ ملک میں سنی مسلمان علماء کی ایک اہم اتحادی تنظیم ہے۔ مولانا کا ترجمہ مستند ہے اور ہندوستان میں بہت پسند کیا جاتا ہے۔. اس کی جگہ جمیعت اہل حدیث نے مدینہ • کی الجمیعت الاسلامیہ کو اپنے ایک عالم مولانا محمد احمد جونا گڑھی کا ترجمہ متعارف کروانے کیلئے تیار کرلیا ہے جمیعت علماء ہند حنفی عقائد کی پیروی کرتی ہے جو کہ اسلامی فقہ کے چار مسلکوں میں سے ایک ہے جبکہ جمیعت اہل حدیث ان چار مسلکوں پر یقین نہیں رکھتی بلکہ شریعت کی بنیاد حدیث کو مانتی ہے یعنی رسول کریم ﷺ کے فرمودات ترجمہ پر روک لگانے سے جمیعت علماء ہند ناراض ہوگئی اور اس کے صدر مولانا اسعد مدنی صاحب نے جمیعت اہل حدیث اور سعودی عرب کے ادارہ کی سخت تنقید کی اس ماہ کے شروع میں انہوں نے دہلی میں ''سنت بچاؤ کانفرنس'' کے نام سے ایک جلسہ منعقد کیا جس میں دونوں تنظیموں خاص طور سے اہل حدیث کے خلاف ایک قرار داد منظور کی گئی جس میں انتہائی سخت الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

سعودی ادارے کے متعلق قرارداد میں لکھا گیا ہے کہ ''اس وقت وہ لوگ جن کا اماموں سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے اس ادارے پر قابض ہیں اور اسلام کی پیروی نہ کرنے والے اپنے انتہائی گھمنڈ میں اس تعلیمی اور مذہبی ادارے کا استحصال کرتے ہوئے بقیہ مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کا اعلان کر رہے ہیں آگ میں گھی ڈالتے ہوئے سعودی ادارے نے اہل حدیث کی کتاب ''جهد العلماء الحنفيه فى ابطال عقائد القبوريه'' جو کہ شمس الدین افغانی کی لکھی ہوئی ہے کو ڈاکٹریٹ ڈگری دے دی ہے۔

اس کتاب میں حنفی علماء کی بار بار مذمت کی گئی ہے اور ان کو قبروں کی عبادت کرنے والے مشرک اور جہنمی کہا گیا ہے اور اس کتاب کی لگاتار اشاعت بھی کی جارہی ہے جس سے سنی حنفی علماء مشتعل ہیں۔

جمیعت علماء نے حکومت سعودی عربیہ سے درخواست کی ہے وہ جمیعت الاسلامیہ کے سربلس کا جائزہ لیں تا کہ چاروں اماموں کے فقہ کی تعلیم کو لازمی بنایا جاسکے۔ اور جمیعت کو ایسے بااختیار حاکم دیئے جائیں جو اپنی بے قابو اور تنگ نظری والی فہم و فراست کو استعمال کرنے کے بجائے سبھی فقہ جات کی تعلیم کے مطابق فیصلہ کریں۔ مسلمانوں سے یہ استدعا بھی کی گئی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اہل حدیث کے مدرسوں میں داخل نہ کریں نہیں تو ان کے دماغ آلودہ ہو جائیں گے۔

دوسری طرف اہل حدیث نے مسلم قوم میں کھلے خط کی صورت میں جمیعت علماء کے خلاف ایک مہم شروع کردی ہے جس میں جمیعت کے ارکان کو بالواسطہ طور پر کافر کہا گیا ہے۔ اہل حدیث کے جنرل سیکرٹری مولانا عبدالوہاب خلجی نے جمیعت علماء پر یہ الزام لگایا ہے کہ انہوں نے اسرائیلی علماء کا دھوکہ دینے والا راستہ اختیار کرلیا ہے۔

(روزنامہ دکن کرانیکل حیدرآباد ۲۱ مئی ۲۰۰۱ء انگلش سے ترجمہ خورشید احمد خادم قادیان)

قرآن نے ساری کائنات کو مسلمان قرار دیا تھا

رسول مقبول تاجدار مدینہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک پر کچھ بھی لکھنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں۔ سیرت پاک کے جاننے اور ماننے سے ہی زندگی میں انقلاب رونما ہوتا ہے۔ چشم فلک نے ہزاروں دنیا میں انقلاب دیکھے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و سیرت نے جو انقلاب پیدا کیا اس کی مثال پیش کرنے سے تاریخ قاصر ہے۔

رحمت للعالمین کا اہم اور مبارک ترین پہلو یہ ہے کہ کفر و شرک میں غرق دنیا کو توحید سے جگمگا دیا اور بندے کا تعلق اپنے رب سے جوڑ دیا۔ اسلام نے کسی خاص قطعہ آراضی کو اپنا وطن نہیں بنایا۔ بلکہ اللہ کی ساری زمین کو تمام انسانوں کا وطن قرار دیا۔ اسلام کی اس وسعت و فراخی کا نتیجہ یہ تھا کہ تمام دنیا کی قومیں خود بخود اسلام کی طرف کھنچ آئیں۔ افسوس عقل حیران ہے۔ مسلمان قوم نے دنیا کو سیراب کیا مگر وہ آج کیوں تشنہ ہے؟ اگر مسلمان اسلام کی اس وسعت فراخی پر کاربند رہے تو کبھی زوال نہیں آئے۔ مگر افسوس مسلمانوں نے اسلام کے دائرے کو تنگ کردیا۔ حالانکہ قرآن نے ساری کائنات کو مسلمان قرار دیا تھا مگر ہم نے اسی اسلام کو حنفی وہابی شیعہ اور سنی کے دائرے میں قید کردیا ہے۔ اور ہم نے اس کو قوم فرقوں میں تقسیم کردیا ہے۔ اسی وجہ سے ہم دنیا میں زندگی کے ہر میدان میں بکھرے ہوئے ہیں۔ مذہب میں اتفاق نہیں رشتہ انسانیت کی وحدت سیکڑوں ٹکڑوں میں بکھر گئی۔

حالانکہ ہمارے دین کی بنیاد ہی اتفاق و اتحاد پر رکھی گئی تھی۔ جس طرح ہمارا اللہ ایک ہے، رسول ایک ہے اور قرآن اور قبلہ ایک ہے اسی طرح مسلمان ایک ہو جائیں۔ آج فرقہ بندی کے جھگڑوں نے ان کو تباہ کردیا ہے۔ آؤ اس تباہی سے نکلیں اور اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ کر اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قانون قائم کیا تھا۔ وہ آج ہمارے درمیان بحیثیت مسلمان کوئی تعلق نہ رہا۔ جب کسی قوم کی بدنصیبی اور مٹنے کے دن قریب آتے ہیں تو ان کے فکر عمل کی یہی حالت ہو جاتی ہے جواب ہے۔ تعمیری روح رخصت ہو جاتی ہے عمل پر نظر نہیں رہتی اور فضول جھگڑے میں وقت صرف کیا جاتا ہے۔

اصلاح و انقلاب کا مادہ جاتا رہتا ہے۔ فطری اور تاریخی مناسبت سے ۱۲ ربیع الاول پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور ملت اسلامیہ کی سالگرہ کا دن ہے اس دن مسلمان حضور کو سوانح حیات سے واقفیت بہم پہنچائیں اور اپنی حالت کا اندازہ لگائیں کہ ہم اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کس قدر دور ہو گئے ہیں اور ہماری زندگی کہاں تک اسوہ رسول کے مطابق ہے اگر مطابق پائیں تو اللہ کا شکر بجا لائیں ورنہ اپنی غفلت و جہالت اور اسلام سے دوری پر خون کے آنسو بہائیں اور آئندہ عہد کریں کہ ہماری زندگی شریعت کے مطابق ہوگی اور ہر طرح اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت کا عملی ثبوت دیں۔ اے اللہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنے کو اپنا مقصد حیات قرار دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن کا اسوہ حسنہ ہمارے سامنے دلیل راہ اور روشن صراط مستقیم ہے اے اللہ عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کو رسم و رواج سے نجات دے۔ عزیز احمد دہلوی محلہ رودگران دہلی - ۶ (روزنامہ عوام نئی دہلی ۲۰۰۱-۶-۱۳)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

(0091) 01872-20757
01872-21702
FAX:(0091) 01872-20105

Vol - 50 Thursday, 13th Sept 2001 Issue No 37

افسوس مکرم مرزا ظہیر الدین منور احمد صاحب درویش وفات پاگئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

افسوس خاکسار کے والد محترم مرزا ظہیر الدین منور احمد صاحب درویش قادیان لمبی علالت کے بعد مورخہ 24.08.01 بروز جمعۃ المبارک اس دارفانی سے انتقال کر کے عالم جاودانی میں اپنے مولائے حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ 20 نومبر 1918 کو قادیان میں پیدا ہوئے آپ کے والد حضرت مرزا برکت علی بیگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ تقسیم ملک سے قبل آپ ملٹری میں ملازم تھے اور تقسیم ملک کے بعد آپ کو درویشان کے زمرہ میں شامل ہونے کی سعادت ملی اور صدر انجمن احمدیہ کے مختلف دفاتر میں خدمت کرنے کی توفیق ملی علم حاصل کرنے کا آپ کو بیحد شوق تھا جماعتی کتب ورسائل باقاعدگی سے مطالعہ کرتے ملازمت کے ساتھ ساتھ حصول علم کو جاری رکھا اور ریٹائرمنٹ کے بعد گراجویشن اور ایم اے کی۔

محترم والد صاحب مرحوم پابند صوم وصلوٰۃ تہجد گزار خلافت اور نظامِ جماعت سے دلی وابستگی رکھنے والے اور بہت سے اوصاف حمیدہ کے حامل نیک اور مخلص وجود تھے۔ مورخہ 26.8.01 کو بوقت 12.30 بجے قبل از دوپہر مدرسہ احمدیہ کے صحن میں محترم مولوی حکیم محمد دین صاحب ناظم قضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ایک بھاری جمعیت کے ساتھ مرحوم کی نماز جنازہ ادا کی۔ بعدہ بہشتی مقبرہ کے قطعہ درویشان میں تدفین عمل میں آئی قبر تیار ہونے کے بعد محترم حکیم صاحب نے ہی اجتماعی دُعا بھی کرائی مرحوم نے اپنے پیچھے تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔

قارئین بدر سے محترم والد صاحب مرحوم کی مغفرت وبلندیٔ درجات اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے دردمندانہ دُعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (مرزا انور احمد نوری مقیم ٹورانٹو۔ کینیڈا۔ نزیل قادیان)

قادیان میں یوم آزادی کی تقریب

۱۵/اگست کو میونسپل کمیٹی کے احاطہ میں یوم آزادی کی تقریب پوری شان وشوکت سے منائی گئی۔ قومی پرچم لہرانے کی رسم بی بی اندر جیت کور صاحبہ چیئرپرسن بلدیہ نے ادا کی۔ سکول کے بچوں نے قومی ترانہ گایا۔ مکرم حکیم سورن سنگھ صاحب نے تمام معززین شہر۔ پنچ۔ سرپنچ۔ سماجی۔ سیاسی تنظیموں کے نمائندوں اور علاقہ سے آئے ہوئے احباب کو خوش آمدید کہا اور یوم آزادی کی مبارک باد دی۔ مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم ناظر دعوت الی اللہ نے یوم آزادی کی غرض وغایت بیان کی اور جماعت احمدیہ کی طرف سے تمام معززین اور آئے ہوئے علاقہ کے احباب کو مبارک باد دی۔ بعدہ سردار نتھا سنگھ صاحب دالم وزیر برائے تعلقات عامہ نے تمام علاقہ کے آنے والوں کو مبارک باد پیش کی۔ اور یہ بھی ذکر کیا ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو جب ملک آزاد ہوا تھا اُس وقت ہمارے ساتھیوں اور بزرگوں نے اس بات کا عہد کیا تھا اس ملک کی آزادی کو تب ہی برقرار رکھا جاسکتا ہے جب تمام مذہب ملت آپس میں پیار محبت سے رہیں۔ آخر میں بی بی اندر جیت کور صاحبہ نے تمام آنے والوں اور وزیر صاحب موصوف کا شکریہ ادا کیا۔ (محمد اکرم گجراتی کارکن نظارت امور عامہ)

آسنور (کشمیر) میں جلسہ وقف نو

مورخہ ۱۳ اگست بروز جمعۃ المبارک جامع مسجد آسنور میں واقفین نو بچوں اور والدین کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں پردہ کی رعایت سے وقف نو بچوں کی والدات نے بھی شرکت کی۔ اس اجلاس میں مرکز سے آئے ہوئے انچارج دفتر وقف نو مکرم مولوی محمد اسماعیل طاہر صاحب نے تفصیلی طور پر وقف نو کے سلسلہ میں ہدایات دیں۔ اور بچوں کا جائزہ لیا۔ اس اجلاس میں محترم عبدالمنان صاحب صدر جماعت اور ماسٹر فرید احمد صاحب سیکرٹری وقف نو کے علاوہ خاکسار نے کچھ دیر وقف نو بچوں اور ان کے والدین کو انکی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ دعا کے ساتھ یہ بابرکت اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ (سید ناصر احمد ندیم خادم سلسلہ آسنور کشمیر)

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

بقیہ صفحہ: (۲)

فرمایا ”میں نے ایک مرتبہ (رؤیا) دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے میں نے ایک شخص کو دیا کہ اسے پڑھو تو اس نے کہا اس پر اداہن لکھا ہوا ہے مجھے اس سے کراہت آئی میں نے اُسے کہا کہ تو مجھے دکھا جب میں نے پھر ہاتھ میں لے کر دیکھا تو اس پر لکھا ہوا تھا۔

اَرَدْتُ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۳۹ صفحہ ۲ پرچہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۱ء)

۳۰ ستمبر کی رات کو حضرت اُم المومنین علیہا السلام نے ۱۲ بجے کے قریب ایک رؤیا دیکھی اور آپ نے حضرت اقدس کو اُسی وقت اس رؤیا سے اطلاع دی۔ اور وہ یوں ہے۔

عیسیٰ کا مسئلہ حل ہوگیا۔ خدا کہتا ہے میں جب عیسیٰ کو اُتارتا ہوں تو پوڑی کھینچ لیتا ہوں۔

اس کے معنے حضرت ام المومنین کے دل میں یہ ڈالے گئے کہ عیسیٰ کی حیات وممات میں انسان کا دخل نہیں۔ یہ تو رؤیا کا مضمون ہے حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اس پر میں نے توجہ کی تو یہ القا ہوا کہ۔

حقیقت میں ہزار سالہ موت کے بعد جواب احیا ہوا ہے اس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہیں ہے۔

جیسے خدا نے مسیح کو بن باپ پیدا کیا تھا یہاں مسیح موعود کو بلا واسطہ کسی اُستاد یا مرشد روحانی زندگی عطا فرمائی۔ استاد بھی حقیقت میں باپ ہی ہوتا ہے بلکہ حقیقی باپ استاد ہی ہوتا ہے افلاطون کہتا ہے کہ باپ تو روح کو زمین پر لاتا ہے اور استاد زمین سے آسمان پر پہنچاتا ہے غرض تو جیسے مسیح بن باپ پیدا ہوا اور اس کی اس حیات میں کسی انسان کا دخل نہ تھا ویسے ہی یہاں بدوں کسی استاد یا مرشد کے خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور فیض سے روحانی زندگی عطا کی۔

پھر میں نے موت کے متعلق جب توجہ کی تو ذرا سی غنودگی کے بعد الہام ہوا۔

فری میسن مسلط نہیں کئے جائیں گے کہ اس کو ہلاک کریں

فری میسن کے متعلق میرے دل میں گذرا کہ جن کے ارادے مخفی ہوں پوڑی کے متعلق یہ تفہیم ہوئی کہ ارواح کا نزول آسمان سے ہی ہوتا ہے اور صعود بھی آسمان ہی پر ہوتا ہے۔

غرض یہ کیسی لطیف بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس میں عظیم الشان بشارت اور پیشگوئی رکھ دی ہے لوگ ہمارے قتل کے ارادے کریں گے مگر خدا تعالیٰ ان کو ہم پر مسلط نہیں کرے گا۔ (الحکم ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۱ء)

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام الہامات کی شوکت وصداقت ۲۰۰۱ کے اس سال میں اور آنے والے سالوں میں نہایت شان سے دکھلائے آمین۔ (منیر احمد خادم)

ملکی سالانہ اجتماعات مجلس انصار اللہ خدام الاحمدیہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت و مجلس خدام الاحمدیہ بھارت اور لجنہ اماء اللہ قادیان کے درج ذیل تفصیل کے مطابق منعقد کرنے کی منظوری عطا فرمائی ہے۔

۱۔ سالانہ اجتماع انصار اللہ بھارت مورخہ 23-22 ستمبر 2001 بروز ہفتہ۔ اتوار

۲۔ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت مورخہ 26-25-24 ستمبر 2001 بروز سوموار۔ منگل۔ بدھ

۳۔ لجنہ اماء اللہ قادیان 26-25-24 ستمبر۔

اللہ تعالیٰ ان اجتماعات کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ (مرزا وسیم احمد ناظر اعلیٰ قادیان)

QURESHI ASSOCIATES
Manufacturer-Exporter-Importer of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.
Contact Person :- M. S. QURESHI (Prop)
Tel : 91-11-3282643 Fax : 91-11-3263992
Postal Address :- 4378/4B, Ansari Road
Daryaganj New Delhi-110002
(INDIA)

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 237050